ماہنامہ
# دخترانِ اسلام
لاہور
اپریل 2022ء

## فلسفہ صوم
## معمولاتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

## لیلۃ القدر
## اُمتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم

## رمضان المبارک میں
## تلاوتِ قرآن کی اہمیت

## ماہِ رمضان المبارک کی
## اہمیت و فضیلت

## غزوہ بدر کی اہمیت
## اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

## منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی تقریب 2022ء

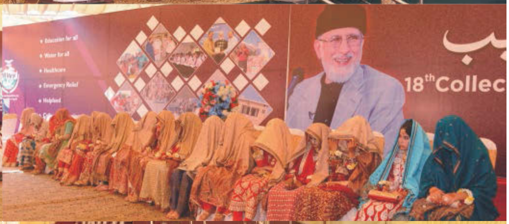

## منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے انٹرنیشنل ویمن کانفرنس 2022ء کا انعقاد

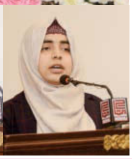

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں
ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

جلد: 29 شمارہ: 3 / رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ / اپریل 2022ء

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ــــ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

## فہرس


| | | |
|---|---|---|
| **اداریہ** | | |
| (روزہ کے روحانی وطبی فوائد) | | 4 |
| **فکرِ شیخ الاسلام** | | |
| فلسفہ صوم: معمولات نبوی ﷺ کی روشنی میں | مرتبہ: نازیہ عبدالستار | 5 |
| ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت وفضیلت | ڈاکٹر فرخ سہیل | 10 |
| غزوہ بدر کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں | ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی | 13 |
| کتاب ایک بہترین دوست ہے | سمیہ اسلام | 19 |
| عورت کی خودمختاری اور حدود وقیود | محمد شفقت اللہ قادری | 23 |
| حکیم الامت ترجمانِ حقیقت تھے | آمنہ خالد | 28 |
| لیلۃ القدر۔۔۔امتِ پر احسانِ عظیم | سعدیہ کریم | 31 |
| رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کی اہمیت | سماوہ سلطان | 35 |
| گلدستہ: سیرتِ مصطفی ﷺ کے چند گوشے | مرتبہ: حافظہ سحر عنبرین | 39 |


مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر
ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ 35/- روپے
سالانہ خریداری 350/- روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبر: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184
Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

## فرمان الٰہی

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ. وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ. اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ. قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ. (یٰسین،۳۶: ۱۲ تا ۱۵)

’’بے شک ہم ہی تو مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو (اعمال) وہ آگے بھیج چکے ہیں، اور اُن کے اثرات (جو پیچھے رہ گئے ہیں) اور ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں احاطہ کر رکھا ہے۔ اور آپ اُن کے لیے ایک بستی (انطاکیہ) کے باشندوں کی مثال (حکایتاً) بیان کریں، جب اُن کے پاس کچھ پیغمبر آئے۔ جب کہ ہم نے اُن کی طرف (پہلے) دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے (ان کو) تیسرے (پیغمبر) کے ذریعے قوت دی، پھر اُن تینوں نے کہا بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (بستی والوں نے) کہا: تم تو محض ہماری طرح بشر ہو اور خدائے رحمٰن نے کچھ بھی نازل نہیں کیا، تم فقط جھوٹ بول رہے ہو‘‘

## فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُوْرِ، وَقَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

وفي رواية له: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيْمَاناً وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه.

’’حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو سب مہینوں پر اسے فضیلت دی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔‘‘

’’اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سنت قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ ماہ رمضان کے دنوں میں روزے رکھتا ہے اور راتوں میں قیام کرتا ہے وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۳۱۸)

## خواب

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں
(کلیات اقبال، ص:۷۳۷)

## تعبیر

اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی توجہ لوگوں بالخصوص غریب طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی۔
(خطبہ صدارت دستور ساز اسمبلی، 1947ء)

## تکمیل

اللہ رب العزت نے عورت کے اندر تخلیقی طور پر استقامت رکھی ہے ہمیں چاہیے کہ ایسا ماحول پیدا کریں کہ اللہ رب العزت نے جو تخلیقی خوبی عورت کے وجود میں رکھی ہے اسے استعمال کرکے سوسائٹی کو بہتر بنانے میں وہ کھل کر اپنا کردار ادا کرسکے۔ صرف کھانا پکانا، کچن دھونا، گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی دیکھ بھال کرنا قرآن و حدیث کی روشنی میں بھی عورت کے واجبات میں سے نہیں ہے۔ اگر عورت درجہ بالا کام کرتی ہے تو مرد پر احسان کرتی ہے۔
(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، خواتین کا معاشرہ میں مقام)

# اداریہ

## روزہ کے روحانی وطبی فوائد

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے۔ اس مہینے کے فیوض و برکات کا احاطہ کرنا ایک عام انسان اور مسلمان کی استعداد سے باہر ہے کیونکہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دینے والا ہوں۔ جب بھی رمضان المبارک کا چاند نظر آتا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی وطمانیت سے جگمگا اٹھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان المبارک کے مہینے میں عبادت و ریاضت میں اضافہ ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی بکثرت تلاوت فرمایا کرتے۔ عام مہینوں کی نسبت صدقات وخیرات کی مقدار بڑھ جاتی۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ اُمتوں کے افراد کی طویل عمری کا ذکر کرتے ہوئے گویا ہوتے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ امتوں کے افراد طویل عمری کی وجہ سے زیادہ عبادت کرتے ہم کم عمر والے ان کے زیادہ اجر وثواب کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب رسول کو نوید دیتے کہ رمضان المبارک کے اندر ایک ایسی رات بھی ہے جس میں کی جانے والی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اگر مجھے خوش قسمتی سے لیلۃ القدر کی ساعتیں نصیب ہو جائیں تو میں اپنے رب سے کیا مانگوں؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’اگر اللہ تعالیٰ تجھے لیلۃ القدر نصیب فرما دے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عرض کرنا اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف فرما‘‘۔ رمضان المبارک توبہ واستغفار کرنے اور اللہ کو راضی کرنے کا ماہِ مقدس ہے۔ رمضان المبارک کے فیوض و برکات لامحدود ہیں۔ اس کے روحانی فیوض بھی بے اندازہ ہیں اور جسمانی فیوض بھی لامتناہی ہیں۔ روزے کے روحانی فیوض میں اللہ کے قرب کا حصول، گناہوں سے معافی مانگنے کے مواقع ملتے ہیں۔ روزے کی حالت سے بھوک اور پیاس پر کنٹرول سے طبیعت میں تحمل ،صبر و برداشت اور بردباری پیدا ہوتی ہے۔ روزہ انسان کو دین سے جوڑتا ہے اور اس کا آخرت اور اللہ کے انعام واکرام کے وعدوں پر ایمان میں پختگی آتی ہے۔ روزہ سے تقویٰ وطہارت پیدا ہوتی ہے جو ایک کامیاب مسلمان اور مومن کے لئے ناگزیر ہے۔ روزے سے بندہ مومن کا رزق کشادہ ہوتا ہے اور اُسے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق میسر آتی ہے۔ روزے سے عمر، رزق اور دنیاوی معاملات میں بہتری آتی ہے۔ روزہ بیماریوں کا شافی علاج اور تندرستی کی ضمانت ہے۔ روزہ انسان میں سخاوت اور صلہ رحمی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ روزہ روحانی سکون کا بہترین ذریعہ ہے۔ انسان کی روحانی تسکین بہت کم چیزوں سے ہوتی ہے مگر روزہ ایک ایسا عمل ہے جس سے اس کے قلب وذہن اور روح کو طمانیت اور راحت میسر آتی ہے۔ روزے کے طبی فوائد بھی مسلمہ ہیں۔ کم کھانے، کم سونے کی وجہ سے انسان صحت میں حیرت انگیز بہتری آتی ہے۔ نظام انہضام درست ہوتا ہے۔ 24 گھنٹوں کے ایک مخصوص اوقات کار میں بھوکا رہنے کے باوجود انسانی جسم پر کمزوری غلبہ حاصل نہیں کرتی۔ ماہرینِ طب اس بات پر متفق ہیں کہ معدے اور جگر کو آرام میسر آنے کی وجہ سے پوری انسانی باڈی ’’ری ٹیون‘‘ ہو جاتی ہے اور نظام انہضام اور دیگر اعضائے رئیسہ متحرک وفعال ہو جاتے ہیں۔ روزہ جسم کی اضافہ چربی کو پگھلاتا ہے اور وزن کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ روزہ انسان کی جلد اور بینائی کو بہتر کرتا ہے۔ روزہ جلد کو پھٹنے سے بچاتا ہے۔ آنکھوں کو روشن اور بصارت کو تیز کرتا ہے۔

فکرِ شیخ الاسلام

# فلسفہ صوم...... معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

اللہ رب العزت چاہتے ہیں میرا بندہ رمضان المبارک میں زیادہ دیر کھڑا ہو کر میری عبادت کرے

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

چند بنیادی مشاغل جو نبی اکرم ﷺ اس ماہ مبارک میں ادا فرماتے تھے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

پہلا معمول صیام رمضان: ماہ رمضان کے روزے رکھنا فرض کا درجہ رکھتا ہے۔ ارکان اسلام میں سے ایک رکن بھی ہے۔

دوسرا معمول قیام رمضان ہے جس کو نماز تراویح کہتے ہیں اور رمضان کی راتوں کا قیام ہے۔

تیسرا معمول نبی اکرم ﷺ کا ختم قرآن ہے رمضان المبارک میں قرآن مجید کو ختم کرنا۔

چوتھا معمول نبی اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں شب بیداری کا مشغلہ ہے۔

پانچواں معمول نبی اکرم ﷺ کا اعتکاف کا تھا۔

چھٹا معمول نبی اکرم ﷺ کا نماز تہجد کو باقی گیارہ ماہ قائم رکھنے کا تھا۔

ساتواں معمول نبی اکرم ﷺ کا کثرت سے عبادت و ریاضت، ذکر وفکر، غور وفکر کرنے کا تھا۔

آٹھواں معمول رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے کا تھا۔ یہ وہ چند معمولات نبوی ﷺ ہیں جن کی بنا پر اس ماہ مقدس کو بہتر طریقہ سے گزار سکتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: جو کوئی تم میں سے رمضان المقدس کا ماہ پائے شرعاً عاقل و بالغ ہو اور شرعی لحاظ سے کوئی ایسا عذر نہ ہو جس کی بنا پر رخصت یعنی Exception یا سہولت مل جاتی ہے۔ وہ درپیش نہ ہو اس کے لیے فرض ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس حکم کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

**من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه......**

جس شخص نے رمضان المبارک کا پورا ماہ روزوں کے ساتھ گزارا اور وہ روزے عام سمجھ کر نہ رکھے بلکہ ایمان کے تقاضے بھی پورے کرے۔ نفس اور احوال باطنی کو قائم رکھا تو جس نے محاسبہ نفس کے ساتھ رمضان المقدس کے پورے روزے رکھے تو اللہ رب العزت کی طرف سے اسے یہ خوشخبری سنادی گئی کہ اس کی زندگی کے پہلے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں حضر کی حالت میں کبھی رمضان المقدس کا روزہ قضا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ جب کبھی سفر کی حالت میں ہوتے۔ حضور اکرم ﷺ کو پوری امت کے لیے اسوہ کامل بنا کر بھیجا تھا تاکہ حضور ﷺ کا نہ صرف طاقتور بلکہ کمزور سے کمزور تر فرد بھی حضور ﷺ کی سنت سے استفادہ کرسکے۔ حضور اکرم ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے کبھی روزہ رکھ لیتے اور کبھی افطار فرمادیتے۔ بخاری اور

مسلم میں کثرت سے احادیث آئی ہیں۔ مسافروں کی آسانی کے لیے ایسا بھی کیا کہ سفر روزے کی حالت میں شروع کیا مگر دیکھا کہ سفر کی شدت کی بنا پر ساتھیوں کی طبیعت خراب ہو رہی ہے تو پانی کا پیالہ منگوا کر اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے بھرے مجمع کے سامنے روزہ افطار کر دیا تاکہ ہر کوئی دیکھ لے کہ نبی اکرم ﷺ نے روزہ افطار کر لیا اور یہ سمجھے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ سفر کی شدت کے باعث روزہ کو افطار کرنا کوئی عیب نہیں سمجھے تو کوئی کمزور امتی سفر کی حالت میں روزہ افطار کرے گا تو گناہ نہ ہوگا بلکہ اس کا افطار بھی سنت میں شامل ہوگا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو روزے میرے ذمہ رہ جاتے تھے ان کی قضا آئندہ شعبان المعظم میں کرتی تھیں۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھتے۔

## سحری کی فضیلت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سحری کیا کرو۔ سحری کا کھانا بڑی برکت کا باعث ہے۔ ایک برکت یہ ہے کہ دن بھر کے روزے کو تقویت ملتی ہے۔ دوسرا یہ کہ سحری سراسر نور ہے۔ خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ پینے کا وقت ملے ضرور پی لیا کرو اور سحری ضرور کر لیا کرو کیونکہ یہ یہودیوں کی مخالفت ہے اور رسول خدا ﷺ کی سنت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے روزے اور یہودیوں کے روزے میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کرتے ہیں اور یہودی سحری نہیں کرتے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے سحری میں تاخیر کو پسند فرمایا حضور ﷺ سحری جلد نہ فرماتے بلکہ آخری لمحات میں جا کر سحری فرماتے، روزے کا وقت ختم ہونے کے بالکل قریب تر ہوتا اور سحری آخری لمحات کو چھو رہی ہوتی اور میرے آقا ﷺ سحری کھا رہے ہوتے۔ آخری لمحات میں سحری کرنا مزید برکات کا حامل ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں:

عجلوا الفطر واخروالسحر.

افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کیا کرو۔

سحری دیر سے کیا کرو اور افطار جلدی کیا کرو۔ گویا حضور ﷺ نے افطار کے لیے تعجیل کا حکم بھی صادر فرمادیا کہ میری امت کے لوگ اس وقت تک نیکی اور بھلائی پر قائم رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے۔ افطار میں تاخیر کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے۔ دیر سے روزہ افطار کرنے کی ممانعت فرمائی۔ حضور ﷺ مغرب سے اول روزہ افطار فرمایا کرتے تھے سیدنا فاروق اعظمؓ اور دیگر صحابہ کا معمول بھی منقول ہے کہ وہ مغرب کے فرض پڑھ کر روزہ افطار فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی یاد رکھے کہ صحابہ کرامؓ کا عمل حضور ﷺ کے عمل کی روح کے خلاف نہیں ہوسکتا اس سے ثابت ہوگیا۔ نماز سے پہلے روزہ افطار کرنا افضل ہے اور مغرب کے فرض پڑھ کر افطار کرنا جائز ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے نزدیک دیر سے افطار کرنا کا معنی یہ ہے کہ تاروں کے نکلنے کا انتظار کیا جائے تو یہودیوں کی پیروی ہوگی اگر تاروں کے نکلنے سے پہلے افطار کرے اور سورج غروب کے دو منٹ بعد یا چار بعد میں کرنا یہ سارے احکام تعجیل کے ضمن میں آتے ہیں۔

اور یہ کوئی دو منٹ پہلے افطار کرنے کو افضل سمجھ رہا ہے کوئی دو منٹ بعد میں کھولنے کو افضل سمجھ رہا ہے تو یہ افضل اور مفضول کے جھگڑے ایمان اور کفر کے فیصلے نہیں ہوا کرتے۔ حضور ﷺ کے معاملات میں سے یہ بھی تھا کہ حضور اکثر و بیشتر کھجور سے روزہ افطار کرتے میرے آقا نے فرمایا کہ روزہ افطار کیا کرو بے شک ایک کھجور کے ساتھ اور کسی کو ایک کھجور بھی میسر نہ ہو تو پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرلے۔ اس لیے کہ پانی پاک چیز ہے یعنی غریب سے غریب تر شخص کے لیے بھی حضور ﷺ نے اپنی سنت وضع فرمادی۔

کوئی شخص اگر مختلف اقسام کے پھل اور کھانوں سے دستر خوان کو سجا نہیں سکتا تو کسی غریب کی نظر اس شخص کو دیکھ کر پریشان نہ ہو۔ پانی کے گھونٹ سے بھی افطار کرتا ہے تو

یہ بھی میرے آقا کی سنت ہی پہ عمل کررہا ہے اور یہاں ایک بات یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ اگر نماز مغرب سے پہلے افطاری بہتر اور افضل ہے تو حضورﷺ کی سنت بھی یہی ہے۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ معمول ہے کہ ادھر اذان مغرب ہوتی ہے۔ افطار ہوتی ہے۔ کوئی کلی کرسکتا ہے یا نہیں، کوئی کھا رہا ہے کسی کے ہاتھ ابھی صاف نہیں ہیں۔ ادھر تکبیر شروع ہوجاتی ہے اور مغرب نماز شروع ہوجاتی ہے۔ ایک بھگدڑ کا سما ہوتا ہے۔ مسجد میں کوئی دوڑ کے کلی کرنے کے لیے جارہا ہے کوئی جماعت میں مل رہا ہے۔ کسی کی تکبیر تحریمہ رہ جاتی ہے کسی کی رکعت فوت ہورہی ہے تو یہ سارا معمول سراسر غلط ہے۔ نماز مغرب کا وقت اتنا بھی تنگ نہیں۔ جتنا ہم نے سمجھ رکھا ہے۔

جب اذان ہوجائے آرام سے افطار کریں دس منٹ لگ جائیں۔ اگر پندرہ منٹ بھی لگ جائیں اور تمام لوگ فارغ ہوجائیں پھر تکبیر کہہ کر نماز مغرب ادا کریں۔ پانچ دس منٹ کی تاخیر سے نماز مغرب مکروہ نہیں ہوتی۔ نماز کا صحیح وقت پھر بھی قائم رہتا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نماز مغرب کا وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تک غروب آفتاب کے بعد جس وقت بھی نماز ادا کریں گے نماز مغرب ادا ہوتی قضا نہ ہوتی۔

اس لیے افطار میں پریشانی پیدا کرنے کی حاجت نہیں۔ اطمینان سے افطار کریں اور اطمینان سے نماز پڑھیں۔ اسلام آپ کی سہولتوں کو اتنا نظر انداز کرنے والا بھی نہیں ہے۔

حضورﷺ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ ایک طرف بھوک لگی ہو اور دستر خوان پر کھانا لگا ہوا ہو دوسری طرف نماز کا وقت ہو اور مجھے کہا جائے کہ بھوک کی حالت میں کھانے کو اور وقت پر نماز کو دونوں میں سے کس کو اپناتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ میں بھوک کی شدت کو ختم کرنے کے لیے پہلے کھاؤں گا۔ نماز بعد میں پڑھوں گا۔

اس لیے کہ اگر بھوک قائم رہی تو نماز کی لذت، انہماک اور روحانیت نصیب نہیں ہوسکتی۔ نماز تو مومن کی معراج ہے نماز تو وہ نماز ہے کہ آپ دنیا و مافیھا کے تصورات سے بے نیاز ہوکر خدا کے حضور میں اس طرح کھڑے ہوکہ پھر خدا ہی نظر آرہا ہو اور انسان حالت نماز میں خدا سے ہم کلام ہو۔ ایک طرف اپنے کھانے کی یاد ستا رہی ہے۔ بھوک کی شدت ذہن کو کھانے کی طرف لے جارہی ہے اور بھوک کی شدت کے باعث جلدی جلدی نماز کی رکعتیں ادا کریں گے تو کھانے کا وقت بھی ضائع ہوا اور خدا کی یاد بھی خلوت نصیب نہ ہوسکی۔ اگر نماز قضا نہ ہورہی ہو تو بھوک پہلے مٹالیں۔ پیٹ کے دھندے سے فارغ ہوجائیں اسی لیے کہ شیطان اللہ کی راہ میں بھی پیٹ کے تصور سے حملہ آور ہوا کرتا ہے۔ شیطان حرام خوری کی راہ پر لے جاتا ہے۔ رزق کی خاطر نماز کی حالت میں بھی پریشان رہتے ہیں۔ اسی لیے جب تک اس فکر اور پریشانی کا ازالہ نہ ہو جائے اس وقت تک عبادت کی مطلوبہ لذت نصیب نہیں ہوتی۔

روزے کے ضمن میں حضورﷺ کا یہ معمول تھا کہ رمضان المبارک کے علاوہ کثرت کے ساتھ میرے آقاﷺ شعبان کے روزے رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز روزہ رکھتا تھا اور ہر رات قیام کرتا تھا۔ پوری زندگی کے لیے میں نے قسم کھالی تھی کہ میں پوری زندگی روزانہ روزہ رکھوں گا اور ساری رات عبادت کروں گا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضورﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو بلوا بھیجا اور فرمایا عبداللہ بن عمروؓ کیا یہ سمجھتے ہو وہ تیرے معمول کی ہمیں خبر نہیں ہے۔ دست بستہ عرض کیا حضورﷺ کو معلوم ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ تمہاری اگر یہی خواہش ہے کہ تمہاری ساری زندگی روزے میں گزرے تو تم رمضان کے روزے قضاء نہ کیا کرو اور ہر مہینے صرف تین روزے رکھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری ساری زندگی روزے کی حالت میں لکھ دے گا۔ اس لیے کہ اللہ ایک نیکی کا اجر دس گناہ دیتا ہے۔ مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں۔ اگر ہر مہینے تین

روزے رکھو گے تو تیس دنوں روزوں کا ثواب ملے گا۔ صیام الدھر میں خدا شمار کردے گا۔

حضورﷺ نے فرمایا عبداللہ بن عمروؓ ساری رات عبادت کرنا اور اتنا کثرت کے ساتھ قرآن پڑھنا یہ مناسب نہیں ہے۔ تیری جان کا بھی تیرے اوپر حق ہے تیری بیوی کا اور بچوں کا بھی تیرے اوپر حق ہے۔ تیرے ملاقاتیوں کا بھی تیرے اوپر حق ہے۔حضورﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر اتنی کثرت سے عبادت کرتے رہو گے تو تیری بینائی بھی کمزور ہوجائے گی تیرے جسم کی طاقت بھی مانند پڑ جائے گی۔

حضورﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمروؓ اگر اتنی کثرت کے ساتھ عبادت کا بوجھ تجھ پہ قائم رہا فرمایا: تجھے کیا خبر کہ اللہ تجھے بڑی لمبی عمر عطا کرے گا تو جب تو بڑھاپے میں پہنچے تو تو چاہے گا کہ معمول کو قائم رکھے لیکن قائم نہ رکھ سکے گا اور فرمایا کہ نیک عمل اور فضیلت والا عمل وہ ہے جو بے شک تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو لیکن بڑی پابندی، مدافعت کے ساتھ پوری زندگی قائم رکھے۔ احب الامر الی اللہ مادام علیہ اللہ کو سب سے زیادہ وہ عمل محبوب ہے کہ عمل کرنے والا ساری زندگی اسی پر عمل کرتا ہے۔ بے شک وہ تھوڑا سا کیوں نہ ہو۔ اسلام معتدل زندگی کی اجازت دیتا ہے۔

عمل اس میں مدامت ہونی چاہیے پابندی اور باقاعدگی ہونی چاہیے اور یہی وہ تصور ہے جس تصور کو کسی اور روپ میں مغرب کی دنیا نے اپنا لیا اور بدقسمتی سے مسلمانوں نے الا ماشاء اللہ چھوڑ دیا۔ اس مدامت کے اصول میں دنیا کی کامیابی کا راز مضمر ہے اور آخرت کی کامیابی کا راز بھی مضمر ہے۔ اس کے بعد دوسرا عمل نبی اکرمﷺ کا رمضان المبارک میں قیام تھا حضورﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا بڑی لگن ومحبت وشوق انہماک اور استغراق کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے ایمان کی دولت لوٹنے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کے لیے خود کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر کرنے کے لیے ایک مجرم جان کر جس نے ان تصورات کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا نماز تراویح باجماعت باقاعدگی کے ساتھ پڑھی۔ حضورﷺ نے فرمایا اس کی پچھلی ساری زندگی کے گناہ معاف ہیں۔ نماز تراویح سنت موکدہ ہے جان بوجھ کر تراویح کو چھوڑنا گناہ ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: تراویح کا لفظ اس کا واحد ہے ترویحہ اور یہ راحت سے نکلا اور راحت کہتے ہیں آرام کو۔ تراویح اس نماز کو کہتے ہیں جو بڑے آرام و سکون سے ادا کی جائے۔ ترویحہ لغواً آرام و راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً ترویحہ کہا جاتا ہے کہ جب چار رکعت پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھتے ہیں، تسبیح پڑھتے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، استغفار پڑھتے ہیں، کلمہ پڑھے اور اس کے بعد پانچویں رکعت ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اگر آٹھ رکعت پڑھنی ہو چار پہلے اور چار بعد میں۔ درمیان میں ایک ترویحہ آئے گا ایک کو واحد کہا جاتا ہے۔ اگر بارہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو دو ترویحے آئیں گے۔ پہلا چار رکعات کے بعد آئے گا دوسرا آٹھ رکعت کے بعد آئے گا۔ دو تریحوں کو ترویحاتان کہتے ہیں۔ اگر کم از کم سولہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو پھر تین ترویحے آئیں گے اور ہر ترویحہ چوتھی رکعت کے بعد دوسرا ترویحہ آٹھ رکعتوں کے بعد تیسرا ترویحہ بارہ رکعتوں کے بعد اور پھر تین یا تین سے زائد ترویحے آئیں تو اس کو تراویح کہتے ہیں۔

چونکہ تراویح جمع کا صیغہ ہے ایک کو ترویحہ کہتے ہیں دو کو ترویحاتان کہتے ہیں تین یا تین سے زائد ہوں تو ان کو تراویح کہتے ہیں چونکہ نماز تراویح بیس رکعتوں پر مشتمل ہوتی ہے اور بیس رکعتوں میں چار تراویح آتے ہیں اس کو نماز تراویح کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرمﷺ کے ساتھ 20 رکعت نماز تراویح ادا کرتے تھے چار ترویحے نماز تراویح کے اندر اور پانچواں ترویحہ وتر سے پہلے یہ حضورﷺ کا معمول تھا۔ یہ نماز تراویح کا انتظام

اس لیے کیا گیا تا کہ اس بہانے میرے امتی رمضان کے مقدس ماہ میں قیام کرسکیں۔

رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ میرا بندہ زیادہ گھڑیاں کھڑا ہوکر میرے حضور گزارے۔ اللہ کا رسول بھی چاہتا ہے کہ میرا امتی اللہ کا قرآن پڑھتے پڑھتے اس کے حضور کھڑے ہوکر گزار دے۔ جتنی گھڑیاں نماز تراویح کے بہانے سے حالت قیام میں گزر جائیں آپ تصور نہیں کرسکتے کہ ایک ایک گھڑی خداوند کے نزدیک کتنی فضیلت کی حامل ہے۔

رمضان کے روزوں میں غروب آفتاب سے لے کر اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاکر اپنے گناہ گار بندوں کو پکار پکار کر کہتی ہے اے میری رحمت سے بغاوت کرنے والے اے میری اطاعت سے منہ پھیرنے والے اے میری مغفرت سے بے نیاز لیٹنے والے، اُٹھ ہے کوئی تم میں سے جو مجھ سے رو کر میری مغفرت مانگے اور میری مغفرت تجھ پر اپنی رحمتوں کا انعام کردے۔ ہے کوئی جو آج جاگ کر میری رضا کو طلب کرے اور میری رضا کی جھولی اسے اپنے دامن میں چھپالے، ہے تم میں سے کوئی جو آج رات جاگ کر میری رضا کو طلب کرے میں اسے بخش کر جنت کی نعمتوں سے گزار دوں۔ کتنے بدنصیب ہیں ہم خداوندی کی ذات اپنی ہماری بخشش کرنے کے لیے ہمیں پکار رہی ہے اور ہم اس کی نماز کو جلدی ختم کرکے بستروں کی طرف جارہے ہوں۔

اس میں نہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں اضافہ ہوتا ہے نہ اس کی قدرت میں کوئی زیادتی ہوتی ہے نہ اس کی رحمت کو کوئی وسعت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن نادان ہے یہ انسان کہ اس کی رضا کو ٹھکرا کر بستر کی طرف جارہا ہے۔ رمضان کی راتوں میں شیطان پکارتا ہے کہ اے انسان ادھر آرام کی نیند سو، رحمان پکارتا ہے نہیں تو تیری بارگاہ میں کھڑا ہوکر مجھ سے ہمکلام ہو۔ کتنا فرق ہے کہ ایک طرف نفس کا آرام ہے اور ایک طرف رحمان سے ہمکلام ہونا ہے ہم نفس کے آرام کی خاطر اللہ رب العزت کی ذات سے ہمکلامی کا شرف ترک کردیتے ہیں۔

مقتدیوں کا یہ عالم ہے کہ آہستہ پڑھنے والوں حافظ کو پسند نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ فلاں تو ایک گھنٹہ ہی نماز تراویح ختم کروادیتا ہے تم سوا یا ڈیڑھ گھنٹہ لگاتے ہو۔ ارے! کوئی محبوب کے پاس تھوڑی یا زیادہ دیر ٹھہرنے پر بھی جھگڑتا ہے۔ اگر محبوب کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوتم گھنٹہ سوا گھنٹہ کی بات کرتے ہو جن کی اس کے ساتھ لو لگی ہو اگر ان کی ساری رات گزر جائے تو پھر بھی دم نہیں لیتے۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ راتوں میں نفل کی نماز ادا کرتے ہوئے سجدے میں جاتیں۔ ساری رات اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریزی میں بسر کردیتیں۔ نماز فجر کے لیے جب سحر طلوع ہوتی اور تہجد کی اذان کا وقت آتا اس کے بعد نماز فجر کا وقت آتا موذن اللہ اکبر کہتا وہ سجدے سے سر اٹھاتیں ٹھنڈی سانس بھر کر عرض کرتیں۔ اے باری تعالیٰ! تو نے کتنی چھوٹی راتیں بنائی ہیں کہ جی بھر کر تیرے حضور ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔ ارے کچھ لوگوں کی پیشانیاں سجدہ کرنے کو وقت کو ترستی ہیں لیکن ہم بدنصیب ہیں کہ ہمیں اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ میں ہمکلام ہونے کا مرقع فراہم کیا لیکن یہ تراویح کو چھوڑ کر گھر کو لوٹ رہے ہیں۔ لہذا بڑی لگن کے ساتھ تراویح پڑھا کیجئے۔ اس حافظ کے پیچھے پڑھیے جو صحت و درستی کے لحاظ سے پڑھتا ہو خشوع وخضوع سے پڑھتا ہو۔ محبت سے پڑھتا ہو۔ صرف خوش الحانی کے پیچھے نہ جایا کرو۔ نماز تراویح دراصل قیام رمضان ہے جتنا وقت اس کے بہانے قرآن کی تلاوت میں گزر جائے اتنی غنیمت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں ان احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

# ماہِ رمضان المبارک کی اہمیت وفضیلت

**ماہِ رمضان نزول قرآن، فراخیٔ رزق اور جہنم سے نجات کا مہینہ ہے**

**آپ ﷺ نے فرمایا روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے**

**روزے کا اجر وثواب انسانی سوجھ بوجھ اور ارادے سے ماورا ہے**

ڈاکٹر فرخ سہیل

ماہ رمضان امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے یہ مہینہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں پروردگار کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول فراخی رزق، ایک دوسرے کی خیر خواہی اور جنت میں داخل ہونے کے لیے اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی کاوشوں کا مہینہ ہے۔آخری کتاب وشریعت کے نزول کے ساتھ ہی آنحضورﷺ کو نبوت کی بشارت دی گئی۔ امت مسلمہ پر نازل ہونے والے اس انعام و اکرام کی خوشی اور شکرانے کے طور پر مسلمانوں پر ایک ماہ کے روزے رکھ کر اضافی عبادت کا تحفہ ملا اور پروردگار نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرہ،۲: ۱۸۳)

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔‘‘

اس آیہ کریمہ سے وضاحت ہورہی ہے کہ مسلمانوں سے پہلے بھی دیگر امتوں پر روزے فرض قرار دیئے گئے تھے تاکہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ درجات پر فائز ہوسکیں۔ رمضان المبارک کی اہمیت رسالتمآبﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے بہت واضح ہورہی کہ جس میں آپﷺ نے فرمایا کہ

’’اگر معلوم ہوجائے کہ رمضان کی کیا اہمیت ہے تو امت تمنا کرے سارا سال ہی روزے ہوں۔‘‘

رمضان المبارک کا یہ مقدس مہینہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ذکروفکر، تسبیح وتہلیل، کثیر تلاوت ونوافل اور صدقہ وخیرات کا باعث بنتا ہے۔ اس مہینے کو پاکر دنیا کا ہر مسلمان اپنے اپنے ایمان اور تقویٰ کے مطابق حصہ لے کر اپنے جسم و روح کے لیے تقویت کا سامان فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح حضور اکرمﷺ کی یہ حدیث مبارکہ کہ روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔ اس حدیث سے صاف واضح ہورہا ہے کہ روزہ دار صرف اپنے آپ کو کھانے پینے سے ہی نہیں روکتا بلکہ روزہ دار کو فحش گوئی، بیہودی اعمال، لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے پرہیز کرنے سے اجتناب کرنے کا بھی حکم دیتا ہے کہ اگر اس طرح کا کوئی معاملہ روزہ دار کو پیش آجائے تو وہ مدمقابل کو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور وہ ایک بہت بڑی معاشرتی برائی سے بچ سکے گا۔ کیونکہ ایک طرف اگر نیک اعمال کرنا باعث اجروثواب ہے تو دوسری طرف برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی انتہائی اہم ہے۔ جیسا کہ رسول اللہﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ آپ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ’’مفلس کون ہے؟‘‘ تو صحابہ نے عرض کی جو شخص صاحب مال نہ ہو وہ مفلس ہے۔آپﷺ نے فرمایا کہ

میری امت کا مفلس وہ ہے کہ جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسے اعمال اپنے ساتھ لے کر آئے گا لیکن اگر اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر کوئی تہمت لگائی ہوگی کسی کا ناحق مال کھایا ہو یا کسی کو ناحق قتل کیا ہو تو اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کردی جائیں گی اور اگر اس کی تمام نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو اس مظلوم کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے۔

اسی طرح روزے کی فضیلت کے حوالے سے حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت سال کے آغاز ہی سے اگلے سال تک رمضان المبارک کے لیے سجا دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جو جنت کے درختوں کے پتوں سے حور عین پر پھیل جاتی ہے۔ پس وہ حور عین یہ دعا مانگتی ہیں۔ اے اللہ ہمارے لیے اپنے بندوں میں ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ **لعلکم تتقون** یعنی تم پر روزہ فرض کیا جاتا ہے۔ شائد کہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔

یہاں پر یہ نہیں فرمایا کہ اس سے تم یقیناً متقی و پرہیزگار بن جاؤ گے۔

اس آیت سے واضح ہورہا ہے کہ روزے کا نتیجہ تو آدمی کی سمجھ بوجھ اور اس کے ارادے پر منحصر ہے نہ کہ صرف روزہ رکھ لینے سے اور جب تک انسان روزے کے اصل مقصد کو حاصل نہیں کرلیتا یعنی تقویٰ و پرہیزگاری تب ہی روزہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اگر اس نے روزہ رکھ کر تقویٰ و پرہیزگاری حاصل نہیں کی تو اسے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے مختلف انداز سے روزے کی فضیلت واہمیت سمجھائی جیسا کہ یہ حدیث مبارکہ

”جس کسی نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑا تو اس کا کھانا اور پانی چھڑا دینے سے اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔“

اسی طرح حضور کے فرمان کے مطابق:

”بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلّے کچھ نہیں پڑتا اور بہت سے راتوں کو کھڑے رہنے والے ایسے ہیں کہ اس قیام سے رت جگے کے سوا ان کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔“

لیکن روزے کے اصل مقصد کی طرف نبی کریم ﷺ نے توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”یعنی جس نے روزہ رکھا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے۔“

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنے اندر بے پناہ محاسن و فضائل سمیٹے ہوئے ہے جیسا کہ قیام اللیل، اجتماعیت، تلاوت قرآن، دعا، انفاق فی سبیل اللہ، لیلۃ القدر اور اعتکاف جن کو پاکر انسان بے پناہ ثمرات حاصل کرسکتا ہے۔ روزے کا سب سے پہلا ثمر ایمان کی از سرنو شادابی و توانائی ہے۔ ایک مومن بندہ روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کے علیم خبیر ہونے پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کے مالک یوم الدین ہونے کا یقین اسے دین و دنیا کی بھلائیاں پانے کی طرف راغب کرتا ہے۔ وہ اپنے دن بھر کی مصروفیات میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے اپنی بہت سی خواہشات پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ اس سے واضح ہورہا ہے کہ انسان کی اصلاح کے لیے دو طریقے اختیار کیے جارہے ہیں۔ نمبر ایک قلبی کیفیت میں بھی انقلاب اور تبدیلی پیدا کی جائے اور ظاہری و بیرونی تبدیلی کے ذریعے عملی برائیوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اسلام نے تربیت کے جو طریقے اختیار کیے ہیں اس میں فرد کی ظاہری و باطنی اصلاح کا پہلو ہے۔

اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

”سنو جسم میں گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارے جسم میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے اور پھر فرمایا یہ لوتھڑا دل ہے۔“

لہذا اس حدیث کے مطابق انسان میں قلبی کیفیات

کو لانے کے لیے اپنے اندر پاکیزہ میلانات کو پیدا کرنے کے لیے نماز کے بعد اگر کسی عبادت کا مقام ہوسکتا ہے تو وہ روزہ ہے اور روزے کا دوسرا نمبر اخلاص ہے۔ دوسری عبادت کا علم کسی نہ کسی طرح دوسرے افراد کو ہوسکتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جب تک روزہ دار اپنی زبان سے اس کا اظہار نہ کردے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوسکتی۔ اس عبادت میں ریاکاری اور نمائش کا کم سے کم امکان پایا جاتا ہے۔ اسی بناء پر نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا تھا کہ

''روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

روزے سے انسان میں صبر یعنی ضبط نفس اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ روزے کی وجہ سے انسان میں جذبہ شکر ابھرتا ہے اور خدا کی نعمتوں کی قدرومنزلت اسے معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ جذبہ اسے اپنے محسن آقا کی حقیقی محبت سے وابستہ کردیتا ہے اور جب یہ مقام حاصل ہوجائے تو پھر عبادات و اطاعت بھی دو چند ہوجائے گی اور اللہ کی بڑائی وعظمت بیان کرنے کا حکم بھی اسی لیے ہے کہ انسان اپنے اندر جذبہ شکر کو بڑھائے اور اللہ کی ان نعمتوں پر سجدہ شکر بجا لائے۔

اسی طرح عبادت میں کثرت کا تصور بھی انسانی نفس کی تربیت کا نام ہے جیسا کہ قیام اللیل جس میں اپنے آرام کو چھوڑ کر رات کے آخری پہر میں روزہ دار اللہ کی یاد میں اٹھتا ہے۔ یہاں بھی روزہ دار اپنے نفس کی خواہشات کو ترک کرتے ہوئے اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے جس سے اسے روحانی اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے جو آرام سے بہت قیمتی ہے۔

رمضان اور قرآن کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

**شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن**

کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

اور رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ دورہ قرآن فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح پوری امت مسلمہ بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رمضان شریف کو ختم کرتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہوئے بھی انسان رمضان المبارک میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور اس طرح انسان اپنے خالق و مالک سے قریب ہوجاتا ہے۔ اجتماعیت میں عبادت کرنا بڑی سعادت کا باعث ہے۔ لیلۃ القدر ایسی رات ہے کہ جس میں کی جانے والی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اور اس رات میں یہ دعا پڑھنا چاہیے کہ

**اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنی.**

ایسے ہی رمضان المبارک میں مسلمانوں کو اعتکاف جیسی نفلی عبادت کا موقع بھی ملتا ہے تاکہ انسان یکسوئی کے ساتھ گوشہ نشین ہوکر اپنے رب کی بارگاہ میں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ از سر نو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کرسکے اور مخصوص دعاؤں کے ذریعے اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں پر استغفار طلب کرے کیونکہ **الدعاء مع العبادۃ**۔

ایک مسلمان جب اللہ سے دعا مانگتا ہے تو پروردگار فرماتے ہیں کہ جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو ان سے کہہ دو کہ میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔

اس سے واضح ہورہا ہے کہ دعا میں جب بندہ اپنے پروردگار کو پکارتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی اس پکار کا جواب دیتا ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت

ادْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. (المومن،۴۰:۶۰)

لہذا رمضان المبارک ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ جس کے بے شمار فضائل ومناقب قرآن وسنت میں موجود ہیں اور صحابہ کرامؓ کا سنت نبوی پر متواتر عمل ہمیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ اس ماہ مقدس کے تمام تقاضوں کو کامل خلوص کے ساتھ ادا کرتے ہوئے دنیا و آخرت کی نعمتوں کو سمیٹیں اور اپنے پروردگار کے حکم بجا لاتے ہوئے اس ماہ مبارک کی تمام فیوض و برکات سے فیضیاب ہوسکیں۔☆☆☆☆☆

# غزوہ بدر کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

## عالمِ اسلام کے فرزندان اہل بدر جیسا اخلاص پیدا کریں

## قریش مکہ نے تکبر میں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا منصوبہ بنایا

پروفیسر ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی الازہری

ابتدائے آفرینش سے لیکر تاحال حق و باطل کی طاقتوں کے مابین معرکہ آرائی اور جنگ و جدل چلی آرہی ہے۔ ہر طاقت اپنے اپنے محاذ پر سرگرم عمل ہے مگر حقیقی وابدی فتح ہمیشہ اہل حق کا مقدر رہی ہے۔ اور یہ اس لیے ممکن ہوتا ہے کہ اہل حق اور صاحبان توحید کے ساتھ تائید ایزدی شامل ہوتی ہے۔ قابل ذکر بات ہے کہ تاریخ انسانیت کی چشم حق نے بے شمار فرعونوں، نمرودوں، ظلم و استبداد کے سرغنوں اور سرداروں کے جبر و ظلم کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا ہے۔ نمرود کی باطل خدائی کو ایک کمزور مچھر کے ہاتھوں ملیامیٹ ہوتے ہوئے دیکھا تو کبھی چھوٹے چھوٹے ابابیلوں کے ہاتھوں اصحاب فیل کی عبرتناک موت دیکھی۔ یہ سب مثالیں اس امر کو واضح کرتیں ہیں کہ حق و باطل کی جنگ میں بالآخر باطل سرنگوں ہو کر ہی رہتا ہے اور حق اس کے مقابلے میں مزید نکھر کر سامنے آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین مبین کی ترویج اور دعوتِ توحید کا کام حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور بالآخر چلتے چلتے یہ سید المرسلین خاتم النّبیین حضرت محمد ﷺ پر زریں سلسلہ مکمل فرمادیا۔ جب اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ نے چلتے چلتے یہ پیغام حق کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سنایا تو ظلم وستم کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں مشرکین نے جو دردناک اور ہوش ربا مظالم، مٹھی بھر مسلمانوں پر روا رکھے اور مظلوم مسلمانوں نے جس صبر واستقلال اور معجزہ نما استقامت وللّٰہیت سے مسلسل تیرہ برس تک ان ہولناک مصائب ونوائب کا صبر واستقامت سے مقابلہ کیا وہ دنیا کی تاریخ کی بے مثال اور ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ صبر وتحمل کے امتحان کی آخری حد یہ تھی کہ مسلمان مقدس وطن، اعزہ واقارب، اہل وعیال، مال ودولت سب چیزوں کو خیر باد کہہ کر خالص خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کی خاطر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے گھروں سے نکل پڑے۔

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں نے جب سکھ کا سانس لیا تو قریش مکہ کے لیے یہ بہت تکلیف دہ بات تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان ایک آزاد ریاست میں امن و عافیت کی زندگی بسر کریں اور اسلام کا شہرہ چاردانگ عالم پھیلے۔ لہذا ہجرت مدینہ کے بعد بھی وہ مسلمانوں کی جڑ کاٹنے کیلیے طرح طرح کے منصوبے بنانے لگے۔ غزوہ بدر اس سلسلے کی ایک کڑی تھا جس میں کفار اپنی طاقت وتکبر کے نشے میں مبتلا ہو کر میدان بدر میں ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مٹھی بھر مسلمانوں کا خاتمہ چند لمحوں میں کر کے اسلام کا نام ونشان مٹا دیں گے۔ مگر معرکہ کے اختتام پر اللہ نے ان کا غرور خاک میں ملا دیا اور حق کو کامران فتح یاب فرمایا۔ قرآن کریم غزوہ بدر کے بارے میں سورۃ انفال میں اس کے انفرادیت اور اہل حق کی جوانمردی اور احقاق حق اور ابطال باطل کے مظاہر کو بیان فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہے:

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ . لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ.

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تم سے (کفارِ مکہ کے) دو گروہوں میں سے ایک پر غلبہ و فتح کا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ یقیناً تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلح (کمزور گروہ) تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے حق کو حق ثابت فرما دے اور (دشمنوں کے بڑے مسلح لشکر پر مسلمانوں کی فتح یابی کی صورت میں) کافروں کی (قوت اور شان و شوکت کی) جڑ کاٹ دے۔ تاکہ (معرکہ بدر اس عظیم کامیابی کے ذریعے) حق کو حق ثابت کر دے اور باطل کو باطل کر دے اگرچہ مجرم لوگ (معرکہ حق و باطل کی اس نتیجہ خیزی کو) ناپسند ہی کرتے رہیں۔

پھر اللہ جل جلالہ اہل حق کی فرشتوں سے مدد کا تذکرہ فرماتا ہے تاکہ اصحاب رسول کے دلوں میں اطمینان کی حسین کیفیات پیدا ہوسکیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُرْدِفِينَ . وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ.

(وہ وقت یاد کرو) جب تم اپنے رب سے (مدد کے لئے) فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول فرمالی (اور فرمایا) کہ میں ایک ہزار پے در پے آنے والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد کرنے والا ہوں اور اس (مدد کی صورت) کو اللہ نے محض بشارت بنایا (تھا) اور (یہ) اس لئے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور (حقیقت میں تو) اللہ کی بارگاہ سے مدد کے سوا کوئی (اور) مدد نہیں، بیشک اللہ (ہی) غالب حکمت والا ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے مجاہدین اسلام کے جسموں کو سکون اور مزید قوت دینے کی خاطر ان پر اونگھ طاری فرمائی اور انہیں شیطان کی نجاست و رجز سے پاک و طاہر کرنے کے لیے آب بر نازل فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّن السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ .

جب اس نے اپنی طرف سے (تمہیں) راحت و سکون (فراہم کرنے) کے لئے تم پر غنودگی طاری فرما دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس کے ذریعے تمہیں (ظاہری و باطنی) طہارت عطا فرما دے اور تم سے شیطان (کے باطل وسوسوں) کی نجاست کو دور کردے اور تمہارے دلوں کو (قوتِ یقین) سے مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم (خوب) جما دے

بات یہاں تک ختم نہ ہوئی بلکہ رب ذوالجلال نے فرشتوں کو پیغام ارسال فرمایا کہ میں تمہارے اور مجاہدین کے ساتھ ہوں اور میری معیت کا اندازہ لگانا ہے تو دیکھو میں نے اہل کفر کے دلوں میں کیسے رعب و دبدبہ ڈال دیا ہے اور ان کی گردنیں اڑ رہی ہیں۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلآئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُواْ الَّذِينَ آمَنُواْ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُواْ الرَّعْبَ فَاضْرِبُواْ فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ.(الانفال،08-12)

(اے حبیبِ مکرم !اپنے اعزاز کا وہ منظر بھی یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں کو پیغام بھیجا کہ (اَصحابِ رسول کی مدد کے لئے) میں (بھی) تمہارے ساتھ ہوں، سو تم (بشارت و نصرت کے ذریعے) ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی کافروں کے دلوں میں (لشکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں سو تم (کافروں کی) گردنوں کے اوپر سے ضرب لگانا اور ان کے ایک ایک جوڑ کو توڑ دینا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے سورۃ آل عمران میں مجاہدین بدر کے لیے اتاری گئی مدد و نصرت کا تذکرہ فرمایا

ہے اور اہل حق کو تعلیمات دی ہیں کہ فرشتوں کے ذریعے مددِ خداوندی اہل ایمان کے صبر اور تقویٰ کے ساتھ مربوط ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُواْ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلاَثَةِ آلاَفٍ مِّنَ الْمَلاَئِكَةِ مُنزَلِينَ ۝ بَلَى إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلافٍ مِّنَ الْمَلاَئِكَةِ مُسَوِّمِينَ .وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلاَّ بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِندِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ(126) لِيَقْطَعَ طَرَفاً مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ أَوْيَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُواْ خَآئِبِينَ .لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ. (آل عمران،۳: ۱۲۳ تا۱۲۸)

اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم (اس وقت) بالکل بے سرو سامان تھے پس اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔جب آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے۔ ہاں اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگاری قائم رکھو اور وہ (کفّار) تم پر اسی وقت (پورے) جوش سے حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور اللہ نے اس (مدد) کو محض تمہارے لئے خوشخبری بنایا اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو بڑا غالب حکمت والا ہے۔(مزید) اس لئے کہ (اللہ) کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا انہیں ذلیل کر دے سو وہ ناکام ہو کر واپس پلٹ جائیں۔(اے حبیب! اب) آپ کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں چاہے تو اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

غزوہ بدر رمضان المبارک ہجری کو مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے مابین بدر کے مقام پر وقوع پذیر ہوا۔لشکر اسلام کی قیادت و سپہ سالاری تاجدارِ مدینہ حضرت محمدﷺ فرما رہے تھے جبکہ لشکر کفار کی قیادت ابوجہل کے پاس تھی ،اسے غزوہ بدر الکبریٰ اور یوم الفرقان کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً ۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں پر پانی کے چند کنویں تھے اور شام سے آنے والے قافلے اسی مقام پر آکر ٹھہرتے تھے۔قابل ذکر امر ہے کہ جب حضرت محمدﷺ نے مکہ سے ہجرت کی تو قریش مکہ نے اسی وقت سے مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی سازشیں شروع کر دیں۔ان کی آتش غضب کسی صورت بجھ نہیں رہی تھی۔پہلے پاسبان اسلام کو در بدر کیا اور ان پر اتنے مظالم ڈھائے کہ وہ مجبور ہو کر اپنے محبوب وطن کو چھوڑ کر یثرب چلے گئے۔حضور نبی اکرمﷺ کے وجود مبارک کی برکت سے یثرب بعد ازاں مدینہ کے نام سے معروف ومشہور ہوا۔ قریش مکہ مدینہ کے راستے شام کی طرف تجارتی سفر پر جایا کرتے تھے کہ اسی اثناء میں ان کو یہ خبر ملی کہ مسلمانِ قریش مکہ کے شام سے آنے والے قافلہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آرہے ہیں۔

قریش مکہ نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ تکبر کے نشے میں سرمست ہو کر مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور بدر کے مقام پر پہنچے تو وہاں لشکر اسلام سے جنگ ہوئی اللہ رب العزت نے شیطانی طاقتوں کو نیست ونابودکردیا اوراہل اسلام کو عظیم الشان فتح و کامرانی عطا فرمائی۔ اسلامی لشکر313 افراد پر مشتمل تھا۔ اسلحہ خوردونوش، سواریاں بہت کم تھیں جبکہ مد مقابل کفار سر سے لے کر پاؤں تک اسلحہ سے لیس تھے۔ان کی سواریاں بھی کثیر تھیں اور لاتعداد اونٹ اشیائے خوردونوش سے لدے ہوئے تھے۔اس کے باوجود کفار مکہ اس چھوٹے سے اسلامی لشکر کے وار کی تاب نہ لا سکے۔اور آخر کار انہیں دم دبا کر بھاگنا پڑا۔کیونکہ لشکر اسلامی کو اللہ رب العزت کی مدد حاصل تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُواْ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلاَثَةِ آلاَفٍ مِّنَ الْمَلاَئِكَةِ مُنزَلِينَ. (آل

عمران، ۳:۱۲۳، ۱۲۴)

اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم (اس وقت) بالکل بے سرو سامان تھے پس اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ جب آپ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے۔

## غزوہ بدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی شرکت:

ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا کہ

"ہذا جبریل آخذ براس فرسہ علیہ اداۃ الحرب."

یہ ہیں جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور اس پر جنگی ہتھیار ہیں۔

## کفار مکہ کے مقتول اور قیدی:

غزوہ بدر میں کفار مکہ کے ستر سے زائد لوگ واصل جہنم ہوئے جن میں ابوجہل جیسے نامی گرامی سردار بھی شامل تھے۔ تقریباً ستر لوگ قیدی ہوئے۔

## شہدائے بدر کی شجاعت و بہادری:

اصحاب رسول ﷺ نے غزوہ بدر میں اپنی جانیں سرکار دوعالم پر نثار کردیں اور آپ کی وفاداری کا حق ادا کر دیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت شہدائے بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

تَذَكَّرتُ عَصراً قَد مَضى فَتَهافَتَت
بَناتُ الحَشا وَانهَلَّ مِنّي المَدامِعُ
صَبابَةُ وَجدٍ ذَكَّرَتني أَحِبَّةً
وَقَتلى مَضَوا فيهِم نُفَيعٌ وَرافِعُ
وَفَوا يَومَ بَدرٍ لِلرَسولِ وَفَوقَهُم
ظِلالُ المَنايا وَالسُيوفُ اللَوامِعُ

(دیوان حضرت حسان بن ثابت، ص197)

مجھے ماضی یاد آیا تو میرا دل غمگین اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں، یہ بے چینی میرے ان دوستوں کی یاد میں ہے جو (غزوہء بدر میں) شہید ہو گئے، جن میں (میرے قریبی ساتھی) نفیع اور رافع بھی تھے، جب ان پر موت کے سائے منڈلا رہے تھے اور چمکتی تلواریں ٹوٹ رہی تھیں، انہوں نے اس وقت بھی رسول کریم ﷺ سے بھرپور وفاداری کی۔

اسی طرح مداح رسول حضرت امام بوصیریؒ نے اصحاب اہل بدر کی شجاعت و بہادری اور جانثاری کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں خراج عقیدت پیش کیا:

وَسَلْ حُنَيْنـا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ أُحُدًا
فُصُولُ حَتْفٍ لَهُمْ أَدْهَى مِنَ الْوَخَمِ
الْمُصْدِرِي الْبِيضِ حُمْراً بَعْدَ مَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعِدَا كُلَّ مُسْوَدٍّ مِنَ اللِّمَمِ
وَالْكَاتِبِينَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
أَقْلامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

(غزوہ) حنین سے، بدر سے اور احد سے پوچھو یہ ان کی موت کے موسم ہیں جو وباءِ عام سے زیادہ خطرناک تھے۔ ان (عظیم صحابہ مجاہدین) کی سفید تلواریں جو دشمنوں کی سیاہ زلفوں میں گھس گئیں وہ انہیں سرخ واپس لا رہے تھے۔ وہ (صحابہ) خطی نیزوں سے لکھنے والے تھے۔ ان کی اقلام نے کفار کے حرفِ جسم کو نقطہ لگائے بغیر نہ چھوڑا۔

حضرت امام بوصیری فرماتے ہیں کہ صحابہ رسول ﷺ جرأت و شجاعت کے پہاڑ ہیں۔ ان کی قوت کا عالم یہ ہے کہ جو ان سے ٹکراتا ہے پاش پاش ہوجاتا ہے بناء برایں أعداء و مخالفین بھی ان کی بسالت و شجاعت کے معترف تھے۔ غزوات میں عظیم کامیابیاں صحابہ کرام کی بہادری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جن میں کفار و مشرکین کو شکست ہوئی اور اسلام کا غلبہ متحقق ہوا۔ ان سب غزوات وجنگوں کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ان میں سے غزوہ بدر، غزوہ حنین، اور غزوہ احد اہم ہیں یہ وہ غزوات ہیں جو کفار کے لیے بہت زیادہ خطرناک اور موت کے موسم

گردانے جاتے ہیں، ان میں کفارو مشرکین موت کے گھاٹ ایسے اتار رہے تھے جیسے کسی وبائی و متعدی مرض لوگوں کو اچانک لقمہ اجل بناتی ہے۔امام بوصیری نے رسول عربیﷺ کے صحابہ کرام کی تلوار زنی کی عمدہ مہارتوں کو بطور مثال پیش کیا۔ جن کی تلوار کا وار کبھی خطا نہیں ہوا، وہ مد مقابل دشمن کے سیاہ بالوں پر وار اس طرح کرتے کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑتے۔ یہاں تک کہ اسلام کے ان عظیم مجاہدین کی چمکتی دمکتی سفید تلواریں کالے بالوں کو چیرتے ہوئے یک لخت سرخ ہو کر نمودار ہوتیں۔(شرح قصیدہ بردہ از ڈاکٹر شفاقت علی البغدادی الازہری،ص233)

غزوہ بدر میں جن صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا ان کی تعداد ہے۔جن کے نام نامی درج ذیل ہیں۔

۔مہجع بن صالح ۔عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی،۔عمیر بن ابی وقاص۔عاقل بن بکیر بن عبد یالیل۔عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ۔عوف یا(عوذ) بن عفرا۔معوذ بن عفرا۔حارث یا (حارثہ) بن سراقہ بن حارث۔یزید بن حارث یا (حرث) بن قیس بن مالک•۔رافع بن معلیٰ بن لوذان۔عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام۔عمار بن زیادہ بن رافع۔سعد بن خیثمہ انصاری۔مبشر بن عبدمنذر بن زبیر بن زید

مذکورہ بالا چودہ خوش نصیب صحابی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔شہداء بدر میں سے تیرہ حضرات تو میدان بدر ہی میں مدفون ہوئے مگر حضرت عبیدہ بن حارث نے چونکہ بدر سے واپسی پر منزل صفراء میں وفات پائی اس لیے ان کی قبر شریف منزل صفراء میں ہے۔ان کے علاوہ اور بھی نام ذکر کیے جاتے ہیں جو مختلف فیہ ہیں۔

## اہل بدر کی فضیلت:

اصحاب بدر اور شہدائے بدر کی فضیلت اس بات سے عیاں ہوتی ہے کہ حضور نے انہیں جنت کی بشارت دی۔چنانچہ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

**إني لارجو الا يدخل النار احد إن شاء الله تعالى ممن شهد بدرا، والحديبية، قالت: قلت: يا رسول الله، اليس قد قال الله: وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضيا سورة مريم آية 71، قال: "الم تسمعيه، يقول: ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (سورة مريم ٧٢."ابن ماجة)**

مجھے امید ہے جو لوگ بدر و حدیبیہ کی جنگوں میں شریک تھے، ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا، ان شاء اللہ اگر اللہ نے چاہا، میں نے عرض کیا :اللہ کے رسولﷺ! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے: تم میں سے ہر ایک کو اس میں وارد ہونا ہے، یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے (سورۃ مریم: 71)؟، رسول اللہﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اسی میں اوندھے منہ چھوڑ دیں گے (سورۃ مریم72 :۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ جو بدری صحابی ہیں ان کے واقعہ پر حضور نبی اکرم نے ان کے بارے میں ارشادفرمایا:

**إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ؟ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ .**

آپ ﷺ نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے۔تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرما دیا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ

**ان عبدا لحاطب جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو حاطبا، فقال: يا رسول الله، ليدخلن حاطب النار، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كذبت، لا يدخلها فإنه شهد بدرا، والحديبية ."**

حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ان کی شکایت کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :تو جھوٹا ہے حاطب دوزخ میں نہ جائے گا وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ

"اصيب حارثة يوم بدر وهو غلام فجاء ت امه إلى النبى صلى الله عليه وسلم، فقالت :يا رسول الله قد عرفت منزلة حارثة منى فإن يكن فى الجنة اصبر واحتسب وإن تلك الاخرى ترى ما اصنع، فقال ": ويحك اوهبلت اوجنة واحدة هى إنها جنان كثيرة , وإنه فى جنة الفردوس."

انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ابھی نوعمر لڑکے تھے بدر کے دن شہید ہو گئے تھے (پانی پینے کے لیے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا) پھر ان کی والدہ (ربیع بنت النصر انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اورعرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا۔ اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے، کیا دیوانی ہو رہی ہو، کیا وہاں کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"وإذا الخير ما جاء الله به من الخير بعد وثواب الصدق الذى آتانا بعد يوم بدر."(البخاری،3987)

خیر و بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا۔

حضرت رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے انہوں نے پوچھا:

جاء جبريل إلى النبى صلى الله عليه وسلم، فقال :ما تعدون اهل بدر فيكم؟ قال: من افضل المسلمين "او كلمة نحوها، قال: وكذلك من شهد بدرا من الملائكة."(بخاری،3992)

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع) سے، جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

غزوہ بدر اہل ایمان کے لیے اپنے اندر بیشمار اسباق اور دروس رکھتا ہے۔اگر اہل اسلام کو غزوہ بدر کی روح سمجھ آجائے تو اللہ رب العزت کی مدد و نصرت آج بھی اتر سکتی ہے۔بقول اقبال

فضائے بدر پیدا کر ، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ رب العزت اخلاصِ نیت سے جہاد کرنے والوں کو کبھی بھی محروم و مایوس نہیں کرتا وہ ہمیشہ انہیں فتح و کامرانی سے نوازتا ہے۔اگر آج بھی عالم اسلام کے فرزندان اہل بدر جیسا اخلاص پیدا کر لیں اور محنت سے آگے بڑھیں تو اللہ رب العزت ان کی مدد و نصرت کے لیے آج فرشتے نازل فرمائے گا اور انہیں پوری دنیا میں ایک دفعہ پھر عروج و ترقی حاصل ہو گی۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ شہدائے بدر کے توسل سے تمام اہل ایمان پر اپنی نظرِ کرم فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

☆☆☆☆☆

# کتاب ایک بہترین دوست ہے

**علم ایک شکار کی مانند ہے کتابت کے ذریعے اسے قید کرلو (امام شافعیؒ)**

**مطالعہ کے شوقین افراد میں الزائمر کا خطرہ دیگر افراد سے کم پایا گیا**

**سمیہ اسلام**

کتب بینی ایک نہایت مفید مشغلہ ہے۔ یہ علم میں اضافے اور پریشانیوں سے چھٹکارے کے لیے نہایت موثر نسخہ ہے۔ صدیوں پہلے کے ایک عرب مصنف الجاحظ نے ایک پریشان حال شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا، کتاب ایک ایسا دوست ہے جو آپ کی خوشامدانہ تعریف نہیں کرتا اور نہ آپ کو برائی کے راستے پر ڈالتا ہے۔ یہ دوست آپ کو اکتاہٹ میں مبتلا ہونے نہیں دیتا۔ یہ ایک ایسا پڑوسی ہے جو آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ ایک ایسا واقف کار ہے جو جھوٹ اور منافقت سے آپ سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

امریکا کی رش یونیورسٹی میڈیکل سینٹر کی ایک تحقیق کے مطابق وہ بزرگ افراد جو مطالعے یا ذہنی آزمائش کے کھیل جیسے شطرنج یا معمے وغیرہ کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں ان میں دماغی تنزلی کا باعث بننے والے الزائمر امراض کا خطرہ ان سرگرمیوں سے دور رہنے والے لوگوں کے مقابلے میں ڈھائی گنا کم ہوتا ہے۔ محقق کرسٹل رسل اپنے تحقیقی مقالے میں لکھتے ہیں کہ مطالعہ آپ کا ذہنی تناؤ ختم کر کے آپ کی پُرسکون فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو جلا بخشتا ہے۔ اچھی کتاب پڑھنے سے آپ کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ اور سوچنے کی صلاحیتوں میں بہتری آتی ہے۔ امریکا کی یونیورسٹی آف بفالو کی تحقیق کے مطابق فکشن بُکس پڑھنے سے دوسروں کی نفسیات کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اور آپ بہ آسانی اپنے مخاطب کے احساسات اور جذبات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مگر ہر گزرتے دن کے ساتھ ہمارے ہاں یہ شوق ماند پڑتا جا رہا ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں کتاب پڑھنے کا کلچر پہلے ہی کم تھا اب جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے مزید کم ہوتا جا رہا ہے اور نوجوان نسل لائبریریوں کی جگہ گیمنگ زون اور ہاتھوں میں کتاب کی جگہ موبائل فونز، ٹیبلیٹ، آئی پیڈ اور لیپ ٹاپ تھامے نظر آتی ہے۔ اگرچہ نجی سطح پر کتب میلوں کا انعقاد کیا جا رہا ہے، تاہم ان میلوں میں بھی نوجوان کتابیں خریدنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ کتاب بہترین دوست ہے کی پرانی کہاوت کو ٹیکنالوجی کی نئی لہر نے تبدیل کر کے موبائل فون بہترین دوست میں تبدیل کر دیا ہے اور وہ نوجوان جو پہلے اپنا وقت کتب بینی میں گزارتے تھے اب وہی وقت جدید آلات اور انٹرنیٹ پر سرفنگ میں ضائع کر رہے ہیں۔

**اگر مطالعہ فکر کی سلامت روی، علم میں گیرائی اور عزائم میں پختگی کے ساتھ ساتھ فرحت بخش اور بہار آفریں بھی ہو تو اسے صحیح معنوں میں مطالعہ کہا جائے گا**

گیلپ سروے کے مطابق پاکستان میں 42فیصد کتب بین مذہبی بتیس فیصد عام معلومات یا جنرل نالج چھبیس فیصد فکشن اور سات فیصد شاعری کی کتابیں پڑھتے ہیں۔گیلپ پاکستان کی طرف سے کیے جانے والے ایک اور سروے کے مطابق ملک میں 39فیصد پڑھے لکھے افراد کتابیں پڑھنے کے دعویدار ہیں جبکہ 61فیصد کا کہنا ہے کہ وہ کتابیں نہیں پڑھتے ہیں۔پاکستان میں کتب بینی کے فروغ نہ پانے کی وجوہات میں کم شرح خواندگی صارفین کی کم قوت خرید حصول معلومات کے لیے موبائل انٹرنیٹ اور الیکٹرونک میڈیا کا بڑھتا ہوا استعمال اچھی کتابوں کا کم ہوتا ہوا رجحان حکومتی عدم سرپرستی اور لائبریریوں کیلئے مناسب وسائل کی عدم فراہمی کے علاوہ خاندان اور تعلیمی اداروں کی طرف سے کتب بینی کے فروغ کی کوششوں کا نہ ہونا بھی شامل ہے۔کتب بینی کے رجحان میں کمی کا ایک اہم سبب ہمارا تعلیمی نظام اور تدریسی نظام کی دن بہ دن گرتی ہوئی صورت حال ہے۔اگرچہ جدید ٹیکنالوجی سے تعلیم کی شرح میں اضافہ ضرور ہوا ہے، لیکن اس کی بدولت کتب بینی کی شرح بھی گر گئی ہے۔

23اپریل ہر سال عالمی یوم کتاب منایا جاتا ہے۔ دنیا میں سو سے زیادہ ممالک میں کتابوں اور کاپی رائٹس کا عالمی دن منایا جاتا ہے اس دن کا مقصد کتاب بینی کے شوق کو فروغ دینا اور اچھی کتابیں تحریر کرنے والے مصنفین کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔عالمی یوم کتاب کے موقع پر بک سیلرز اور پبلشرز کتابوں پر زیادہ ڈسکاونٹ دے کر اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ بہت ساری کتابیں مفت بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔

## نوجوان نسل میں کتب بینی کو کیسے فروغ دیا جائے:

کتاب بہترین دوست ہوتی ہے یہ مقولہ ہم نے بارہا سنا ہے لیکن موجودہ دور میں جیسے جیسے عام آدمی کیلئے جدید ٹیکنالوجی تک رسائی ممکن ہوتی جا رہی ہے پاکستان میں کتب دوستی دم توڑتی جا رہی ہے۔کتابوں کی جگہ انٹرنیٹ اور ٹیلی

**انتہائی چھان پھٹک کر کتابوں کا انتخاب ہونا چاہیے۔اس سلسلے میں ایسے اساتذہ کی رہنمائی بھی بڑی کارآمد ہوتی ہے جن پر مطالعہ کرنے والے کو مکمل اعتماد ہو، رہنما ایسا ہونا چاہیے جو بذات خود ہر اعتبار سے ایک پیاسے کی تشنہ لبی کو دور کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو**

ویژن معلومات کا فوری ذریعہ بن چکے ہیں۔تفریح کے جدید ذرائع کی موجودگی میں کتب بینی صرف لائبریریوں یا چند اہل ذوق تک محدود ہو گئی ہے خاص طور پہ نوجوان نسل اور بچوں میں کتب بینی سے لاتعلقی اور غیر سنجیدہ رویہ پایا جاتا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا نوجوان نسل وقت کی کمی کے باعث اس لاتعلقی کا شکار ہے یا کتابوں سے دوری بھی اقدار سے دوری کی طرح ہمارا قومی رویہ بنتا جا رہا ہے؟ اور نوجوان نسل اور خصوصی طور پہ بچوں کو اس طرف لانے کے لیے کتب کو عملی زندگی کا جزو بنانے کیلئے کیا اقدامات کیے جائیں کہ انفرادی رویوں میں مثبت تبدیلی لائی جا سکے؟؟؟؟

کتب بینی سے دوری علم سے دوری ہے فی زمانہ لوگ معلومات اور علم کے حصول کے لیے شارٹ کٹ چاہتے ہیں۔ٹی وی اور انٹرنیٹ کو کتاب کا متبادل سمجھا جانے لگا ہے۔ سب سے پہلا قدم کتاب کی اہمیت کو تسلیم کرنے کا ہے۔کتب میلے اور کتابوں کو بطور تحائف دوستوں اور بچوں کو دینا بھی کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈیجیٹل کتب کو بھی فروغ دیا جا سکتا ہے اور اسی سلسلے میں اردو ویب پر لائبریری کا کام بھی ہوتا ہے اور اس میں دلچسپی لینے والوں کی تعداد دیکھ کر لگتا ہے کہ لوگوں کو کتابوں تک رسائی دی جائے تو ان میں شوق اب بھی موجود ہے۔اس کے علاوہ سوشل میڈیا اور آن

لائن سائٹس اور ایپ استعمال کر کے بھی یہ شوق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ کتابوں کے چھپنے،فروخت ہونے اور پبلیشنگ کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

## کتابوں کی اہمیت اورنوجوان نسل کا رجحان:

انٹرنیٹ کے ذریعے من چاہی معلومات فوری میسر آنے کی وجہ سے نوجوان نسل میں کتابیں پڑھنے کا رجحان قدرے کم ہوگیا ہے .تاہم کتابوں کے شوقین کتابوں کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔وہ کتابوں کو معلومات اورعلم بڑھانے کا سب سے پائیدار اور مصدقہ ذریعہ گردانتے ہیں۔کتابوں کے لئے اپنے وسائل بالخصوص وقت میں سے کچھ حصہ ضرور صرف کرنا چاہیے یہ یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے مستقبل کے لئے بہترین سرمایہ کاری ثابت ہوگی۔

**تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں میں لکھنے پڑھنے کا ایک غیر معمولی ذوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ ذوق مذہب کے پس منظر میں پیدا ہوا تھا۔مگر ایک دفعہ پیدا ہو گیا تو صرف مذہب تک محدودنہیں رہا، بلکہ علم کی تمام شاخوں تک پھیل گیا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار برس تک مسلمان دنیا پرحکومت کرتے رہے**

ایک شہسوارقلم کے لیے مطالعہ اتنا ضروری ہے جتنا انسانی زندگی کی بقاء کے لیے دانہ اور پانی کی ضرورت ہے، مطالعہ کے بغیر قلم کے میدان میں ایک قدم بھی بڑھانا بہت مشکل ہے،علم انسان کا امتیاز ہی نہیں؛ بلکہ اس کی بنیادی ضرورت بھی ہے، جس کی تکمیل کا واحد ذریعہ یہی مطالعہ ہے، ایک پڑھے لکھے شخص کے لیے معاشرہ کی تعمیر وترقی کا فریضہ بھی اہم ہے؛ اس لیے مطالعہ ہماری سماجی ضرورت بھی ہے۔ اگرانسان اپنے اسکول و مدرسہ کی تعلیم مکمل کر کے اسی پر اکتفا کر کے بیٹھ جائے تو اس کے فکر ونظر کا دائرہ بالکل تنگ ہوکر رہ جائے گا۔ مطالعہ استعداد کی کنجی اور صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا بہترین آلہ ہے۔ یہ مطالعہ ہی کا کرشمہ ہے کہ انسان ہرلحہ اپنی معلومات میں وسعت پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور زاویۂ فکر ونظر کو وسیع سے وسیع تر کرتا رہتا ہے۔

مطالعہ ایک ایسا دوربین ہے جس کے ذریعے انسان دنیا کے گوشہ گوشہ کو دیکھتا رہتا ہے، مطالعہ ایک طیارے کی مانند ہے جس پرسوار ہوکر ایک مطالعہ کرنے والا دنیا کے چپہ چپہ کی سیر کرتا رہتا ہے اور وہاں کی تعلیمی، تہذیبی، سیاسی اور اقتصادی احوال سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔آج لوگ لکھنے والے زیادہ اور پڑھنے والے کم ہوگئے جس کے نتیجے میں تحریر کی اثر آفرینی ختم ہوگئی۔عربی کا ایک مشہور محاورہ ہے :زمانے کا بہترین دوست کتاب ہے۔کتابوں کا مطالعہ انسان کی شخصیت کو ارتقاء کی بلندمنزلوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ، حصول علم ومعلومات کا وسیلہ اورعملی تجرباتی سرمایہ کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے اور ذہن وفکر کو روشنی فراہم کرنے کا معروف ذریعہ ہے۔کتابوں سے جہاں معلومات میں اضافہ اور راہ عمل کی جستجو ہوتی ہے وہیں اس کا مطالعہ ذوق میں بالیدگی، طبیعت میں نشاط، نگاہوں میں تیزی اور ذہن ودماغ کو تازگی بھی بخشتا ہے۔

## مطالعہ کن کتابوں کا ہو؟:

مطالعہ ایسی کتابوں کا ہو جو نگاہوں کو بلند، سخن کو دل نواز اور جاں کو پرسوز بنادے، اگر مطالعہ فکر کی سلامت روی، علم میں گیرائی اور عزائم میں پختگی کے ساتھ ساتھ فرحت بخش اور بہار آفریں بھی ہوتو اسے صحیح معنوں میں مطالعہ کہاجائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا دور انتہائی ترقی پذیر اور مسابقہ کا دور ہے، ذرائع ابلاغ وترسیل کی بہتات ہے،اورسہولیات کی بھی

آج بھی اگر ہم ترقی کی شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ لوگوں میں پڑھنے کی عادت پیدا کریں۔ کیونکہ علم کی فصل قلم و کتاب کی جس زمین پر اگتی ہے اسے پڑھنے کا شوق رکھنے والے لوگ سیراب کرتے ہیں۔ اور جس معاشرے سے مطالعے کا ذوق اور عادت ختم ہو جائے وہاں علم کی پیداوار بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جس قوم میں علم نہ ہو اس کا انجام سوائے مغلوبیت کے کچھ اور نہیں ہو سکتا

کمی نہیں ہے؛ ایسے ہی طرح طرح کے اخبارات و رسائل اور کتابوں کی بھی فراوانیاں ہیں۔ اب ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کتابوں کی اس ریل پیل اور جنگل میں کن کا مطالعہ کیا جائے اور کن کو چھوڑا جائے؟ اس کا سیدھا سا جواب یہی ہے کہ یہ ممکن نہیں؛ اس لیے کہ نہ ہر کتاب قابل مطالعہ ہے اور نہ ہی تمام کتابوں کے مطالعہ کرنے کی انسانی زندگی میں گنجائش۔ اس لیے انتہائی چھان پھٹک کر کتابوں کا انتخاب ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں ایسے اساتذہ کی رہنمائی بھی بڑی کارآمد ہوتی ہے جن پر مطالعہ کرنے والے کو مکمل اعتماد ہو، رہنما ایسا ہونا چاہیے جو بذات خود ہر اعتبار سے ایک پیاسے کی تشنہ لبی کو دور کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو۔

## حاصل مطالعہ:

مطالعہ کے ساتھ ساتھ حاصل مطالعہ کو ذہن نشین کرنے کی تدبیر بھی ضروری ہے۔ علم و معلومات کی مثال ایک شکار کی سی ہے؛ لہٰذا اسے فوراً قابو میں کرنا چاہیے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم ایک شکار کی مانند ہے کتابت کے ذریعے اسے قید کرلو۔ اس لیے مطالعہ کے دوران قلم کاپی لے کر خاص خاص باتوں کو نوٹ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ ورنہ بعد میں ایک چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ نہیں ملتی ہے۔ اب یا تو سرے سے بات ہی ذہن سے نکل جاتی ہے یا یاد تو رہتی ہے لیکن حوالہ دماغ سے غائب ہو جاتا ہے۔ مطالعہ کے بعد حاصل مطالعہ کی بھی بڑی اہمیت ہے؛ ورنہ تو بات لاحاصل ہی رہے گی۔ مطالعہ کے دوران جہاں اچھی کتابوں، خوشگوار فضا، مناسب مقام، موزوں روشنی اور وقت کی تنظیم ضروری ہے وہیں صحت کا بھی خاص خیال رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں میں لکھنے پڑھنے کا ایک غیر معمولی ذوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ ذوق مذہب کے پس منظر میں پیدا ہوا تھا۔ مگر ایک دفعہ پیدا ہو گیا تو صرف مذہب تک محدود نہیں رہا، بلکہ علم کی تمام شاخوں تک پھیل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار برس تک مسلمان دنیا پر حکومت کرتے رہے۔ مسلمانوں کا زوال بھی جس واقعہ سے شروع ہوا وہ یہی تھا کہ بغداد اور اسپین میں مسلمانوں کی کتابوں کے ذخیرے یا تو جلا دیے گئے یا پھر مسلمانوں کی شکست کے بعد عیسائیوں کے ہاتھ لگ گئے۔ یہی کتابیں یورپ پہنچیں تو وہ آنے والے دنوں میں دنیا کے حکمران بن گئے۔

آج بھی اگر ہم ترقی کی شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ لوگوں میں پڑھنے کی عادت پیدا کریں۔ کیونکہ علم کی فصل قلم و کتاب کی جس زمین پر اگتی ہے اسے پڑھنے کا شوق رکھنے والے لوگ سیراب کرتے ہیں۔ اور جس معاشرے سے مطالعے کا ذوق اور عادت ختم ہو جائے وہاں علم کی پیداوار بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جس قوم میں علم نہ ہو اس کا انجام سوائے مغلوبیت کے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

# عورت کی خودمختاری اور حدود وقیود

**اسلامی معاشرے میں والدین اور شادی کے بعد شوہر عورت کی حرمت وناموس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے**

**اسلام سے قبل عورت کو زندہ دفن کرنا اور اس کی خرید وفروخت عام سی بات تھی**

از قلم: محمد شفقت اللہ قادری

تخلیق آدم علیہ السلام پہلا عجوبہ قدرت اور آدم علیہ السلام کا تخلیقی امتیاز تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے غیر فطری طور تخلیق حوا علیہا السلام دوسرا عجوبہ قدرت اور حوا علیہا السلام کا تخلیقی امتیاز تھا اور تخلیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مافوق الفطرت ---- عجوبہ قدرت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تخلیقی امتیاز تھا مابعد اول کرشماتی عجائب دونوں قدرت کاملہ کے تخلیقی معجزے تقدیس اور توقیر حوا علیہا السلام کی معراج ہیں۔تخلیق حوا علیہا السلام ----- احترام عورت کی منتہا ہی تو ہے۔ جب ضمیر آدم علیہ السلام اعضاتی مرحلے سے گزرا اور تخلیق بشر ہورہی تھی تو خالق کے حکم کی پیروی میں فرشتے بھی موجود تھے جب رب تعالیٰ نے روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا جب تخلیق حوا علیہا السلام کی باری آئی تو ملائکہ سے بھی محض تقدس نسوانیت کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے جنم دیا۔ یہ تقدس حوا علیہا السلام کا عروجی امتیاز تھا مذکورہ بالا تین مافوق الفطرت واقعات کے علاوہ خدا تعالیٰ نے عورت اور مرد کی تخلیق ایک ہی طریق پر کی ہے اور جد امجد ایک ہی ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا. (الاعراف،۷:۱۸۹)

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑ بنایا۔"

یاد رہے کہ نپولین بونا پارٹ آج کہہ رہا ہے کہ مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔قرآن عظیم شاہد ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام جب اول مادر کائنات بنائی گئی تو مابعد اس کے بطن عظیم سے جلیل القدر انبیائے کرام نے جنم لیا اور جد مادری سے خوب سیرت اور پاکیزہ رحموں سے ایک لاکھ چوبیں ہزار رسول اور انبیائے کرام پیدا ہوئے۔ ہر نبی کی ایک امت تھی جسے انبیائے کرام نے اچھی قوم بنایا اور سب امتوں کو امت مصطفوی گردانا جاتا ہے کیونکہ سب کی بنیاد توحید اور رسالت مآب پر استوار تھی اور روز محشر سب امتیں حضور نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے تلے اکٹھی ہوں گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظیم ماں کو صاحب کشف و الہام بنایا اور اس کے قلب اطہر پر کشف القا کیا کہ فرعون سے محفوظ رکھنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دو ہم حفاظت کریں گے پھر خالق عظیم نے حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے بطن میں جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنی روح پھونک دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس ماں بنادیا۔قرآن ارشادفرماتا ہے:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا.

"(جبریل علیہ السلام نے) کہا: میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں، (اس لیے آیا ہوں) کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔" (مریم،۱۹:۱۹)

بارہ ربیع الاول 571ء جب موسم بہار کی قسمت سنور گئی بہاروں کو بھی جوبن مل گیا۔ روئے کائنات کی مقدس مطاہرہ خاتون عظیم المرتبت جناب حضرت آمنہ علیہا السلام کے معطر و مطاہر بطن

سے والی کونین سرور دو عالم محمد عربی ﷺ نے جنم لیا۔ پورا خطہ عرب روشن ہوگیا۔ بی بی آمنہ اور کائنات کی سب سے عظیم مقدس ماں بنادی گئی۔ پھر جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک آقائے دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خاتون جنت حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کی مقدس ماں بنیں اور محمد رسول اللہ کو شرف ام سے نوازا پھر تاریخ شاہد ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء کے بطن سے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے جنم لے کر آپ کو فضیلت مآب ماں بنادیا۔

اسی طرح اہل بیت کی مقدس اور مطاہرہ شہزادیوں کے بطن ہائے مبارک سے اعلیٰ مرتبت امام ہائے زمانہ پیدا ہوئے۔ اہل بیت اطہار کا رتبہ اور توقیر قیامت تک قرآن کے ساتھ جوڑ دی کیونکہ حدیث مبارک ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

قرآن اور اہل بیت ہمیشہ ہم نشین اور ساتھ ہیں دونوں قیامت کے روز میرے پاس حوض کوثر پر امت کی سفارش کے لیے آئیں گے۔ پھر یاد کرو تقدس و توقیر و حرمت مصطفوی کی امین وہ مطاہرہ اور منزہ خاتون عظیم کو، جنابہ والدہ عظیم المرتبت جناب حضور غوث اعظمؒ جنہوں نے شہنشاہ غوثیت مآب کی والدہ ماجدہ بننے کا شرف حاصل کیا اور آپ کے بطن مقدس میں آپ نے کم و بیش اٹھارہ پارے حفظ کرکے عالم ناسوت میں جنم لیا۔ وہ مقدس ماں جو حضور غوث اعظمؒ کو دودھ پلانے لگتی تو پہلے وضو فرماتیں پھر دودھ پلاتی تھیں۔ اسی طرح امت مسلمہ کے جلیل القدر اولیائے کرام نے پاکیزہ و مطاہرہ اور منزہ ماؤں کے بطنوں سے جنم لیا رب کائنات کے صالحین اور متقی نفوس قدسیہ میں شمار کیے گئے۔

## مابین مرد و زن حقوق میں مساوات:

ابن آدم علیہ السلام اور دختر حوا علیہا السلام کو اسلامی معاشرے میں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ تاہم خودسری اور جسمانی خودمختاری کی ممانعت ہے۔ درست ہے عورت کو مرد کے ساتھ ساتھ سارے حقوق حاصل ہیں تاہم خود ارادی رائے اور خودمختاری رائے بالغ و عاقل عورت کو حاصل ہے لیکن اسلام خود مختاری اور بے راہ روی کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیتا۔ قرآن نے خود مختاری کی حد مقرر کردی ہے اور مردوں کو فوقیت دی ہے اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ بلند کیا ہے:

**وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ.**

’’اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔‘‘ (البقرہ،۲:۲۲۸)

اسی ضمن میں قرآن نے فرمایا:

**اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ .** (النساء،۴:۳۴)

’’مرد عورتوں کے محافظ اور کفیل ہیں۔‘‘

## دختر حواؑ کی حفاظت ناموس اور اسلامی طریق پر تربیت کی ذمہ داری:

اسلامی معاشرے میں والدین اور شادی کے بعد شوہر ہی عورت کی حرمت و ناموس عزت کا ذمہ دار ہے والدین مسلمان بچی کی بالخصوص اور لڑکے کی بالعموم اسلامی طرز و طریق پر تربیت کرے کیونکہ حقوق و فرائض میں عدم توازن کے باعث لڑکے اور لڑکیاں بالخصوص بے راہ روی کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں۔ جب بری خصلتیں پختہ ہوجائیں تو عادت اور معمول ۔۔۔۔۔ کے سبب اولاد کی فطرت ثانیہ اور حق خود مختاری تصور ہونے لگتا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تربیتی ۔۔۔۔۔۔ اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داری میں فرمایا ہے کہ اولاد کی تربیت کا بہتر وقت انگلی پکڑ کر چلنے کی عمر ہے۔ اگر والدین نے بروقت اولاد کی تربیت کا قرآنی حکم اور اسلوب نہ اپنایا تو بے راہ روی، خودسری خصوصاً عورت کی فطرت ثانیہ اور حق خود مختاری بن جاتا ہے اور قرآن والدین اور اولاد کو جہنم کی آگ سے بچنے کی نوید سناتا ہے۔

**قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ .**

’’اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔‘‘ (التحریم،۶۶:۶)

ثابت ہوا کہ عدم تربیت اور نگہداشت اولاد کی پاداش میں بالخصوص لڑکی کی تربیت کے فقدان کے باعث والدین جہنم کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ جنہوں نے بروقت اسلامی

اقدار کی پیروی میں غفلت اختیار کی اور برسر بازار آج کی عورت کا ننگے سر برملا یہ اعلان کرتا کہ ہمارے جسموں پر ہماری مرضی اور ہمارا حق ہے جبکہ شرعی احکام سے ناواقف بے تربیتی کی شکار بھٹکی ہوئی دختر حوا یہ نہیں جانتی کہ اس کا سرعام یہ نعرہ خود مختاری و رائے اور خود ارادی منشا پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بے راہ روی اور خودسری کا کھلے عام اعلان ہے اور احترام حواؑ تو قیر ردائے فاطمۃ الزہراءؑ اور حضرت زینبؑ کی توہین اور بے حرمتی ہے جس کی اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن قطعی اجازت نہیں دیتا۔

## قبل از اسلام مختلف مذاہب میں معاشرتی تناظر میں عورت کا مقام:

مذہبی حوالے سے بحث آگے بڑھانے سے پہلے یہ حقیقت ذہن نشین کرنا ہوگی کہ دختر حوا کے حقوق کی پامالی نظریاتی بے راہ روی کے باعث ہے اور مذہب کی حقیقی تعلیمات میں تحریف کا نتیجہ ہے جبکہ اسلام تو عورت کی مرتضائی اور توقیر حواؑ کا فقط دعویدار ہی نہیں بلکہ ضامن اور امین ہے۔ حقائق کے تناظر میں دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے علاوہ تقریباً ہر مذہب اور معاشرہ میں عورت کی نزاکت نسوانی اور اس کے حسن سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے اسے ہر معاشرے میں جنس کمزور تصور کیا گیا ہے اور ہمیشہ ظلم و جبر کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے اور اس کے حقوق سے اسے محروم کیا جاتا رہا ہے۔ اسلام سے قبل تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کریں تو حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہر معاشرے میں دختر حواؑ کو ہر دور میں تضحیک و حقارت کے پیش نظر ہوس کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ اسے فقط جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے اور دور جدید میں لمحہ فکریہ یہ ہے کہ پڑھی لکھی تہذیب جدید کی ترقی یافتہ عورت جنسی بے راہ روی کے عجیب طریق پر گامزن نظر آتی ہے ملاحظہ ہو۔

## دور جدید کی تہذیب یافتہ دختر حواؑ کا المیہ:

ہمارے اسلامی معاشرے کا بھی حیرت ناک المیہ یہ ہے کہ تہذیبی اور افکاری نظریاتی بے راہ روی کی مادر پدر آزاد دختر حواؑ آج عورتوں کی آزادی کی علمبردار بن کر سر بازار کھلے عام آزادی نسواں کے دلفریب نعرے الاپتی نظر آرہی ہے۔ مصلحت زمانی کے تحت جائزہ لیں تو اس کے پیچھے بھی عورت کے حسن سے فائدہ اٹھانے کی ہوس کارفرما نظر آتی ہے۔ افسوس ناک رویہ یہ ہے کہ قدیم ترین تہذیبوں اور معاشروں میں عورت کو بالجبر ہوس کا نشانہ بنالیا جاتا تھا اور دور جدید میں بے خودسر اور نام نہاد تہذیب یافتہ مادر پدر آزاد عورت آزادی کے چکمے میں آکر خود بخود عریانی کے شکنجے میں نہ صرف خود پھنستی جارہی ہے بلکہ چند ناسمجھ دختر حوا کو عریاں روی کی ترغیب دے رہی ہے۔

اسلامی نظریاتی معاشرے میں آزادی کے تالاب میں پنپنے والی چند گندی مچھلیاں پاکیزہ اور اچھی مچھلیوں کو گندہ و تعفن زدہ بنارہی ہیں۔ حل یہ ہے کہ جس پراگندگی کو والدین نہ سنوار سکے اور اپنی نظریاتی و اسلامی مادری/ پدری ذمہ داری سے روگردانی برتی اسے اسلامی ریاست اپنا جمہوری اسلامی فریضہ سمجھتے ہوئے قائدعظیم المرتبت قائداعظم محمد علی جناح کے نظریاتی اسلامی خطہ اراضی پاکستان میں معاشرتی تہذیبی بگاڑ کا شکار کچھ فی صد دختر حواؑ کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اور غیر جانبدار نظریاتی و مذہبی تنظیموں اور علمائے حق کی مذہبی رہنمائی میں جانب بے راہ روی گامزن دختران حوا کا قبلہ درست کیا جائے۔ میری دانست میں یہ کارمشکل ضرور ہے ناممکن ہرگز نہیں ہے کیونکہ جس معاشرتی ڈھٹائی اور سینہ زوری کے ساتھ عورت اسلامی نظریاتی معاشرے میں اپنے اجسام نسوانی پر آزادی کے نام پر بے راہ روی اور خودمختاری کا غلاف تن زیب کیے ہوئے ہے۔ اسے معیوب اور بے توقیری حوا کا نام دینے کی بجائے جدید تہذیبی نظری وسعت پذیری کے نام سے موسوم کیا جارہا ہے جو انتہائی قابل مذمت ہے۔

قارئین گرامی قدر! اسلام سے قبل غیر اسلامی تہذیبی معاشروں اور مذاہب میں عورت کا مقام ملاحظہ ہو:

## اسلام سے قبل غیر مسلم معاشروں و تہذیبوں اور مذاہب میں دختر حوا کی بے توقیری اور عورت کا مقام:

## اول: رومہ کی تہذیب اور معاشرتی تمدن میں عورت کا مقام:

رومہ کی قدیم تہذیب میں عورت محکوم قرار دی

جا چکی تھی کوئی کسی قسم کے تحفظات حاصل نہ تھے حتیٰ کہ مرد اگر عورت کو قتل بھی کر دیتا تو کوئی جرم نہ سمجھا جاتا تھا۔

## دوم: قبل از اسلام سمیری تہذیب میں عورت کا مقام:

سمیری تہذیب میں عورت کی خرید وفروخت نہ صرف عام تھی بلکہ کوئی جرم نہ تھا۔ مرد کے لیے شادیوں کی کوئی پابندی نہ تھی جتنی چاہے کرے۔

## سوم: ایرانی تہذیب وتمدن میں عورت کا مقام:

ایرانی معاشرتی تہذیبی اور تمدنی صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ تھی اخلاقی اقدار کی گراوٹ کا یہ عالم تھا کہ سگی بہن اور سگی بیٹی سے بھی نکاح جائز تصور ہوتا تھا۔ عورتوں کو رہبانیت اختیار کرنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ بیویوں میں خود کار تقسیم کا طریقہ مروج تھا۔ دو اقسام کی بیویاں ہوتی تھیں ایک قسم حق وراثت سے بھی محروم کردی جاتی تھی۔

## چہارم: ہندوستانی معاشرتی تہذیب میں عورت کا مقام:

ہندوستان میں بھی عورت کی بے توقیر اور عزت کی گرانی بام عروج پر تھی۔ خاوند کی موت کے بعد عورت کو بھی رسم ستی کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا اور زندہ جلا دیا جاتا تھا۔

## پنجم: مصری معاشرے میں عورت کا مقام:

ایران کی طرز معاشرت کے تحت سگی بہن اور بیٹی سے نکاح جائز تھا۔

## ششم: یونانی تہذیب وتمدن میں عورت کا معاشرتی مقام:

یونانی تہذیب اور تمدن میں بھی عورت پر نہ صرف مظالم ڈھائے جاتے رہے ہیں بلکہ حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا تاہم ظاہر داری میں یونانی فلاسفر عورت کے حق میں کچھ آواز اٹھاتے نظر آئے تاہم وہ بھی آواز کی حد تک تھے۔

## ہفتم: چینی تہذیب وتمدن میں عورت کا مقام:

دیگر معاشرتی اور تہذیبی تناظر میں دیکھیں تو کسی حد تک چینی تہذیب میں عورت کو کچھ حد تک مقام حاصل تھا تاہم ناکافی اختیارات تھے۔

## ہشتم: یہودیت کے پروردہ معاشرے میں عورت کا معاشی مقام:

یہودی مذہب کی پروردہ تہذیب میں یہ نظریہ پروان چڑھا کہ حضرت آدمؑ کو بہکانے والی عورت تھی یعنی کہ (حضرت حواؑ اور حواؑ کا یہ گناہ نسل در نسل چلتا آرہا ہے۔ مرد کے زنا بالجبر کرنے کی صورت میں بھی عورت کو سزا کے طور پر اس مرد سے شادی کرنی ہوتی تھی۔ یہ معاشرتی طور عورت کی عصمت دری کی بدترین مثال ہے۔

## نہم: عیسائیت کی پروردہ تہذیب وتمدن میں عورت کا مقام:

عیسائیت معاشرتی اور تہذیبی اقدار کی گراوٹ میں عین یہودیت کے طرز وطریق پر گامزن تھے۔ عورتوں کو جبراً راہبہ بننے کی ترغیب دے کر گرجہ گھروں میں لے جایا جاتا تھا۔ اس وقت عورت عوام کے لیے مقدس پجارن اور راہبہ کا درجہ رکھتی لیکن پادریوں اور نامور پروہتوں کے لیے اپنی ہوس پوری کرنے کا آسان اور حاصل شدہ ذریعہ ہوا کرتی تھی۔

## دہم: ظہور اسلام سے قبل عرب معاشرے میں قدیم تہذیب وتمدن کے باعث عورت کا مقام:

ظہور اسلام سے قبل عربوں کی معاشرتی وتہذیبی اور تمدنی حالت کے باعث معاشی طور پر عورت تذلیل وحقارت کی تصویر تھی بے توقیری دختر حواؑ انتہا کو تھی۔ انسانیت مردہ ہوچکی تھی روحانیت معدوم ہوچکی تھی، علم ناپید تھا حتیٰ کہ ہر ستم کی ضلالت اور برائی علی الاعلان کی جاتی تھی۔ عورت کی تذلیل اور بے توقیری کے قصے فخریہ مجالس میں بیان کیے جاتے تھے اور قرآن نے اس دور کو دور جہالت گردانا ہے۔ عربوں میں دیگر معروف برائیوں میں سودخوری، غارت گری، رہزنی، چوری، لغویاتی عشق بازی، غرور وتکبر، سفاکی وظلم و بربریت،

قمار بازی (جوا بازی) تو عام تھے ہی تاہم جس روز الت اور گمراہی پستی کے گڑھے میں جس بدترین فعل کی وجہ سے گر چکے تھے وہ مرض خبیثہ یعنی کہ زنا و فحش گری تھی اور پھر عرب بدفعلی کے قصے عام مجلسوں میں بیان کرتے۔ بے راہ روی اور بدتہذیبی معاشرے کی دلدادہ فاحشہ عورتیں اپنے اپنے گھروں کے سامنے جھنڈیاں لگا کر بیٹھتی تھیں۔ (صحیح بخاری شریف، کتاب النکاح، جلد دوم، ص ۷۶۹)

درحقیقت یہ نکاح کی چند ایسی صورتیں تھیں کہ وہ عملاً بدکاری اور زنا ہی تھا۔ عورت کو نکاح کا جھانسہ دے کر بدفعلی کی جاتی۔ الغرض بعثت نبویﷺ سے پہلے عورت تذلیل کے گڑھے میں دفن تھی عورت کھلم کھلا بے توقیری حوا کا موجب تھی۔ عورت وراثت میں اپنا حق نہ رکھتی تھی بلکہ وراثت کے طور شوہر کے وارثوں کے رحم و کرم پر ان کے مِلک تصور کی جاتی تھی۔ جنگوں میں عورت کو قیدی بنا کر جبراً اسقاطِ حمل کر دیا جاتا۔ عرب رواج میں لڑکی کی پیدائش نا قابل نفرت اور قابل شرم عمل گردانا جاتا تھا اور دختر کشی عام اور فخریہ کی جاتی تھی۔ ایک عرب نے حضور اقدسﷺ کی بارگاہ میں اعتراف کیا کہ میں نے آٹھ بچیاں یکے بعد دیگرے زندہ درگور کی ہیں۔ عورت سے شادی کرتے وقت معاہدہ کر لیا جاتا تھا کہ اگر اس کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی تو زندہ دفن کر دی جائے گی۔ حیرت اور لمحہ فکریہ ہے کہ جس برائی اور تہذیبی گراوٹ کے باعث عرب معاشرہ لعنت زدہ اور ذلت زدہ تھا اور بعثت نبویﷺ کے بعد قلعہ رسالت مآبﷺ میں عورت کو تحفظ توقیری بحال ہوا اور وقار حواؑ دوبارہ نصیب ہوا آج کی بہکی ہوئی بھٹکی ہوئی عورت اپنی خودسری کے باعث کھونا چاہتی ہے تاکہ پوری طرح پھر سے محکوم و ذلیل و خوار زندگی بسر کرے۔

## بعثت نبویﷺ کے بعد عورت کا مقام و مرتبہ:

عورت اسلامی معاشرے کا ایک لازم ترین جز ہے۔ مذاہب عالم میں اسلام واحد مذہب ہے جس نے ایسی تہذیب و معاشرت تشکیل دی کہ جس میں عورت کو مقام معراج عطا کر دیا۔ اسلام ہی ایسا منفرد مذہب ہے کہ جس نے عورتوں کے حقوق متعین کیے۔ اسلام عورتوں کے معاملات میں شستگی اور رواداری کا درس دیتا ہے۔ اسلام عورتوں پر کسی بھی حوالے سے ظلم و زیادتی کی ممانعت کرتا ہے۔ اسلام ہر ممکن عورتوں پر روادارانہ رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بحیثیت انسان مرد و عورت کا مقام انسانیت برابر ہے قرآن نے مرد و عورت دونوں شرف بخشتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.

''بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔'' (التین، ۹۵:۴)

قارئین گرامی قدر! یاد رہے کہ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے مردوں کو بہترین ساخت میں تخلیق کیا ہے بلکہ تخلیق میں عورت کو بھی وہی افضلیت دی گئی ہے۔

قارئین گرامی قدر! مندرجہ عنوان یہ قرار پایا کہ صحیح معنوں میں عورت کا مقام وہ ہے جو اسلام نے دیا ہے اور یہی عورت کے ساتھ حقیقی رواداری کی عظیم دلیل ہے۔ اسلام نے عورت کو جانشین حواؑ بنا کر معراج انسانیت بخشا۔ اسلام نے دختر حوا کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہونے کی حیثیت سے جو مقام و وقار، عزت، شرف اور تقدس عطا کیا ہے کسی اور مذہب اور معاشرے نے نہیں دیا۔ عنوان ہذا کا اصل مدعا عورت کے حق خودمختاری کا تعین ہے۔ خلاصۃً خودمختاری کی حدود ملاحظہ ہوں۔ یاد رہے کہ عورت کی خودمختاری بعینہ ارادگی تو ہے تاہم بے توقیری تقدس حوا قطعی قطعی اسلام اور قرآن کے کلیتاً خلاف ہے۔ اگر عورت مسلمان کہلانے کی سعادت حاصل کر رہی ہے تو اسے اسلامی اور قرآنی شعار کے تابع باحیا اور باوقار نسوانی اوصاف حمیدہ کے ساتھ مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہوگا جتنی آزادی عورت کو اسلام نے دی ہے کسی اور مذہب اور معاشرے میں نہ ہے جس آزادی کی بھٹکی ہوئی بے راہ روی پر گامزن عورت بات کرتی ہے وہ آنے والی نسلوں کی بربادی ہے۔

☆☆☆☆☆

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے......

# حکیم الامت ترجمانِ حقیقت تھے

## اقبالؒ نے مسلمانوں کے علمی و روحانی ورثے کا گہری نظر سے احاطہ کیا

آمنہ خالد

ہندوستان کی روحانیت نے بہت سے برگزیدہ انسان پیدا کیے اور اقبال کا شمار بھی ایسے ہی انسانوں میں ہوتا ہے۔ ہاں وہی اقبال جسے دنیا شاعر مشرق، حکیم الامت، ترجمانِ خودی اور ترجمانِ حقیقت کے القابات سے نوازتی ہے۔ یہ تمام القابات بجا اور درست ہے لیکن اس کے علاوہ بھی صفات کے اور بہت سے پیرہن ہیں جو اس کے قامت پر راست آتے ہیں۔

وہ مفکر بھی ہے اور مبلغِ ارتقاء بھی، وہ حکیم بھی ہیں اور کلیم بھی، وہ خودی کا پیامبر بھی ہے اور بے خودی کا رمز شناس بھی، وہ توقیر آدم کا مبلغ بھی ہے اور تحقیر انسان سے درد مند بھی۔ اس کے کلام میں فکر و ذکر ہم آغوش بھی ہے اور خبر و نظر آئینہ یک دگر، لیکن اقبال کی تمام تر شاعری، ان کے افکار اور جذبات پر جو چیز طاری معلوم ہوتی ہے وہ تمنائے انقلاب ہے۔

اقبال وہ ہے جو صبح کا نقیب اور اجالوں کا ہمنوا ہے۔ جس نے وقت کے دھارے کے ساتھ بہنے کی بجائے حالات کا رخ موڑ کر اپنے افکارِ تازہ سے نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں بلکہ پوری امت مسلمہ میں ایک نئی روح پھونکی۔ انہیں بلندیِ کردار، عملِ پیہم، جہدِ مسلسل، استقلال اور خود اعتمادی کا درس دے کر خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ مشرق اور مغربی علوم کا رسیا یہ مردقلندر اپنے سینے میں ملت کا درد محسوس کرتا تھا۔ لہذا اس نے قوم کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور درسِ آزادی سے دلوں کو گرمایا۔ اپنی شاعری سے ایک طرف انجمنِ حمایتِ اسلام کو رونق بخشی تو دوسری طرف توقیر آدم اور مقامِ آدم سے اشرف المخلوقات کو آگاہ کیا۔

> شاہین وہ پرندہ ہے جس کے عمل میں کاہلی نہیں برق رفتاری ہے، جس کی روح میں بے قراری ہے، جس میں محتاجی نہیں طاقت ہے، جس میں لالچ نہیں قناعت ہے

کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

اقبال نے اسلام کی بنیادی اقدار اور دور حاضر کے سیاق وسباق میں بعض اہم سوالات پر غور کرنے میں پوری عمر صرف کردی۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

عہد حاضر کے سائنسی اور فلسفیانہ خیالات کے موافق اور نامور موافق دھاروں میں اسلام کا کیا مقام ہے؟ ان نئے حالات میں ہمارے تیور کیا ہیں اور اپنے مطمحِ نظر تک پہنچنے کے لیے ہمیں کون سی راہ اختیار کرنی چاہیے؟ قومی، نسلی، معاشرتی اقتصادی اور ثقافتی مخالفتوں کے ساتھ دنیائے حاضر

میں اسلام کیا کارنمایاں سرانجام دے سکتا ہے؟

ان کے نزدیک اسلام محض ایک تدبیر نہ تھا بلکہ وہ ایک فعال طاقت تھا کہ جغرافیائی اور نسلی قیود سے انسان کی فکر ونظر کو آزاد کرے اور پرانی دنیا سے نئی دنیا تعمیر کرے۔ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی اس کو اپنے ہی راستے پر چلنا ہے۔ اقبال کا عقیدہ تھا کہ ''اسلام خود ہی تقدیر ہے وہ کسی تقدیر کا تابع نہیں ہوگا۔''

اقبال کی شاعرانہ صلاحیت اسرار خودی اور رموز بے خودی میں (جو فلسفیانہ مثنویاں ہیں) ازخود ابل پڑی۔ یہ بہت ہی نادر اور جمیل الفاظ میں اسلام کے حقیقی معنی اور پیغام کو پیش کرتی ہیں۔

اپنی کتاب "ریکنسٹرکشن آف'' ریـلـیـجـیـئـس تھاٹس اِن اسلام'' میں انہوں نے ایک فلسفہ پیش کیا ہے اور مسلم معاشرے میں نئی روح پھونکنے کی راہ بتائی ہے۔ انہوں نے بعض ایسی عظیم نظمیں کہی ہے کہ اردو فارسی یا کسی دوسری ایسی زبان میں کبھی نہیں کہیں گی جن سے ہم واقف ہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ تمام نوع انسانی کو ایک سمجھتے تھے اور انسانی سرگرمیوں کے ہر پہلو سے ان کو دلچسپی تھی۔ وہ حصول علم و جذب باطنی کے لیے ہر سمت میں پہنچے اور پھر انہوں نے اسے لافانی حسن کے ساتھ ہم تک پہنچایا۔ اقبال ہمارے لئے باب ثقافتِ عالم ہیں۔

اقبال تصور پاکستان کے خالق ہیں۔ انہوں نے یہ عظیم خواب دیکھا۔ اگرچہ اس کو حقیقت کی صورت اختیار کرتے ہوئے دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے یا ان کی قرطاس فکر پر نوشتہ تقدیر الٰہی منعکس ہوا جس میں انہوں نے آنے والے حالات کی صورت دیکھی جو صرف چشم بینا کو نظر آتی ہے، کیونکہ اقبال روشن ضمیر تھے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
حیراں ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

وہ قوم جو راز سرفرازی سے نا آشنا تھی۔ تلاش

**اقبال کے اس شاہین کو کسی شکار کا لالچ نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے ایک کھیل یا شغل کے طور پر اپناتا ہے جو اس کی جان و روح کو بے قرار رکھنے کا ذریعہ ہے**

رہبر منزل کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اسے راستہ دکھایا جس اسلامی مملکت کا تصور اقبال نے دیا جو قائد اعظم اور رہنمائے پاکستان کا مقصد تھا۔ ملت کی امنگوں اور آرزوؤں کا مرکز بن گیا۔ اقبال نے دنیا بھر کے مسلمانوں پر یہ بات واضح کردی کہ افراد کا ملت کے ساتھ وابستہ رہنا ہی وہ واحد عمل ہے کہ جس کی بدولت اسلام کے زریں اصولوں کو بنی نوع انسان کی تاریخ میں از سرِ نو تاریخ ساز کردار سونپا جا سکتا ہے

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اقبال نے مسلمانوں کے علمی اور روحانی ورثے کا گہری نظر سے جائزہ لیا اور اس میں سے حیات افشاء عناصر کو حیات کش عناصر سے الگ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مغربی علوم کا بھی ماہر تھا جس سے نہ ہمارے فقہاء آشنا تھے اور نہ ہمارے شعرا کو اس کی ہوا لگی تھی۔ مغربی علوم اور تہذیب و تمدن کو بھی اس نے حکیمانہ اور مجددانہ نظر سے دیکھا، اس کی خوبیوں کا اعتراف کیا اور مسلمانوں کو ان کے حصول کی تلقین کی لیکن اس تعمیر میں جو خرابی کی صورت مضمر تھی وہ بھی اس کی چشم بصیرت سے اوجھل نہ رہی۔

حکمت فرنگ میں جو مادہ پرستی اور محسوسات پرستی پیدا ہوگئی تھی، اس نے انسانی ترقی کو یکطرفہ کرکے انسانیت کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ اقبال نے ان میلانات کا تجزیہ کیا اور اس کے مسموم عناصر سے گریز و پرہیز کا مشورہ دیا۔

تمام ملت اسلامیہ میں کوئی مفکر ایسا نہیں گزرا جو

تمام ملت اسلامیہ میں کوئی مفکر ایسا نہیں گزرا جو ماضی و حال اور مشرق و مغرب کے افکار کا جامع ہو۔ آپ اس جامعیت کے ساتھ ایک تلمیذ الرحمٰن شاعر بھی تھے۔ اس تمام دولت کو اقبال نے اپنی شاعری میں بھر دیا۔ وہ خالی مرد حکیم ہوتا تو ملت کے نفوس میں اثر انداز نہ ہوسکتا۔ ایک باکمال شاعر ہونے کی وجہ سے اس نے حکمت میں سوز دل کو سمو دیا کیا اور عقل و عشق کی آمیزش نے اس کو عارف رومی کا مرید اور جانشین بنا دیا۔ کیونکہ جلال الدین رومی میں بھی یہی کمالات اور محاسن جمع ہو گئے تھے

ماضی و حال اور مشرق و مغرب کے افکار کا جامع ہو۔ آپ اس جامعیت کے ساتھ ایک تلمیذ الرحمٰن شاعر بھی تھے۔ اس تمام دولت کو اقبال نے اپنی شاعری میں بھر دیا۔ وہ خالی مرد حکیم ہوتا تو ملت کے نفوس میں اثر انداز نہ ہوسکتا۔ ایک باکمال شاعر ہونے کی وجہ سے اس نے حکمت میں سوز دل کو سمو دیا کیا اور عقل و عشق کی آمیزش نے اس کو عارف رومی کا مرید اور جانشین بنا دیا۔ کیونکہ جلال الدین رومی میں بھی یہی کمالات اور محاسن جمع ہوگئے تھے۔ مگر تفکر اور تاثر کی جو وسعت اور گہرائی اقبال کے کلام میں نظر آتی ہے اس سے قبل کہیں نہیں ملتی۔

ایران کے ملک الشعراء بہار نے فراخ دلی سے اقبال کے کمال کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہماری ہزار سالہ اسلامی فکر و نظر کا ثمر ہے۔ لیکن مغربی حکما کے بہترین افکار سے بھی اقبال نے فائدہ اٹھایا۔ کہیں ان کا نام لیا اور کہیں ان کے انداز تفکر کو اپنے انداز میں ڈال لیا ہے۔ مگر وہ کسی کا مقلد اور اور خوشہ چین نہیں۔ اس نے جس کو بھی دیکھا اپنی محققانہ نظر سے دیکھا، جو کچھ پسند آیا لے لیا اور جو کچھ جادۂ حقیقت سے ہٹا ہوا دکھائی دیا اس کی تردید کر دی۔

اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو خاص اہمیت دی۔ انہیں شاہین کے لقب سے نوازا، کیونکہ یہ پرندہ نہ صرف اپنی صفات میں دوسروں سے جدا ہے بلکہ اعلیٰ و ارفع بھی ہے

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

شاہین وہ پرندہ ہے جس کے عمل میں کاہلی نہیں برق رفتاری ہے، جس کی روح میں بے قراری ہے، جس میں محتاجی نہیں طاقت ہے، جس میں لالچ نہیں قناعت ہے، جو اپنی خودی سے غافل نہیں بلکہ اس کا محافظ ہے، جس کی ذہنیت میں غلامی نہیں آزادی ہے اور جس کا لہو سرد نہیں ہر لحظہ گرم ہے۔

اقبال کے اس شاہین کو کسی شکار کا لالچ نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے ایک کھیل یا شغل کے طور پر اپناتا ہے جو اس کی جان و روح کو بے قرار رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے وہ اپنی آئندہ نسل سے بھی یہی توقع کرتا ہے اور اپنے بچے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے

؎ جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر
وہ مزہ شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

اسی شاہین یعنی جواں مرد کا اقبال متلاشی ہے وہ قوم مسلم کے ہر فرد کو شاہین صفت دیکھنے کا آرزومند ہے۔ وہ اسے خود دار، غیرت مند، محنت کش، جرات مند، اور خدمت گزار بنانا چاہتا ہے۔

اقبال کا پیغام وہ زندگی افروز پیغام تھا جو دلوں میں اتر کر خون کے ساتھ گردش کرنے لگا۔ مدتوں کی سوئی ہوئی قوم جاگ اٹھی۔ اس میں ولولۂ تازہ اور خود اعتمادی کا جذبہ ابھرا اور بیدار ہوا اور وہ غلامی کا جوا اپنے کندھوں سے اتار کر آزاد ہوگئی۔

؎ نہیں اقبال ناامید اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

☆☆☆☆☆

# لیلۃ القدر...... اُمتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم

## لیلۃ القدر سے نواز کر اُمتِ محمدیہ کی فضیلت و برتری ظاہر کی گئی

### اس عظیم رات عجز و نیازی کے ساتھ کی جانے والی ہر التجا قبول ہوتی ہے

سعدیہ کریم

اسلامی تقویم کا نواں مبارک مہینہ رمضان المبارک کا ہے جس کے روزے امت محمدیہ ﷺ پر فرض کیے گئے ہیں۔ اس ماہ مبارک کی عبادت کا ثواب عام دنوں کی نسبت ستر گنا زیادہ ہے یہ صبر وشکر اور عبادت کا مہینہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ رحمت، برکت اور مغفرت کا مہینہ بھی ہے۔

ابن جوزی بستان الواعظین میں بیان کرتے ہیں کہ

”جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کو زیادہ محبوب تھے اسی طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان شریف خدائے لم یزل کو زیادہ محبوب ہے اور اس مہینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گیارہ مہینوں کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔“

اس مبارک مہینے کی فضیلت اس وجہ سے بھی زیادہ ہے کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ جس مبارک رات میں یہ کتاب عزیز نازل ہوئی اسے شب قدر یا لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اس مبارک رات کا ذکر سورہ قدر میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ. (القدر، ۱:۹۷)

”بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے۔“

رمضان المبارک اور قرآن کریم کے اس تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہی رمضان میں تلاوت قرآن کی بہت فضیلت ہے۔

ترمذی شریف اور مستدرک الحاکم میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک تم اللہ تعالیٰ کا تقرب کسی چیز کے ساتھ اس سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتے ہو جتنا اس چیز کے ساتھ جو خود اس سے نکلا ہوا ہے یعنی قرآن کریم۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا جتنا تقرب تلاوت قرآن کریم کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور نیک عمل کے ساتھ انسان کو حاصل نہیں ہوتا اور بالخصوص رمضان المبارک میں تو تلاوت قرآن کریم حد درجہ افضل ہے۔

## لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ:

تفسیر عزیزی میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کی طویل عمروں اور اپنی امت کی قلیل عمروں کو ملاحظہ فرمایا تو تاجدار رسالت ﷺ کا دل بھر آیا اور آپ رنجیدہ ہوگئے کہ اگر میرے امت بہت زیادہ نیکیاں بھی کریں تب بھی ان کی برابری نہیں کرسکیں گے کیونکہ ان کے پاس زیادہ نیکیاں کرنے کا وقت نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو تسلی وتشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو چند ایسی راتیں عطا کی جائیں گی جن کی عبادت کا ثواب ایک ہزار سال کی عبادت سے زیادہ ہوگا۔ لیلۃ القدر ایک ایسی ہی رات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. (القدر، ۳:۹۷)

”کہ لیلۃ القدر ایک ہزار سال سے افضل اور بہتر ہے۔“

یعنی کوئی انسان اگر اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اسے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

## لیلۃ القدر کونسی رات ہے:

لیلۃ القدر یا شب قدر کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی رات ہے اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ سے دو اقوال مروی ہیں:؟

۱۔ لیلۃ القدر رمضان المبارک ہی میں ہے لیکن کوئی مقرر اور معین رات نہیں ہے جبکہ ان کے شاگرد سیدنا امام ابو یوسفؒ اور سیدنا امام محمدؒ کے نزدیک رمضان کی آخری پندرھویں راتوں میں لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

۲۔ امام ابوحنیفہؒ کے مطابق ایک اور قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر پورے سال گھومتی رہتی ہے کبھی ماہ رمضان میں ہوتی ہے اور کبھی دوسرے مہینوں میں یہی قول سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ اور سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ اور سیدنا عکرمہؓ سے بھی منقول ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک شب قدر رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہے اور اس کا دن بھی معین ہے اور قیامت تک اس دن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

## رمضان المبارک کی ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہے:

لیلۃ القدر یا شب قدر کے تعین میں اختلاف ہے لیکن اکثریت کا اجماع اسی بات پر ہے کہ ہر سال رمضان المبارک کی 27 ویں رات کو ہی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے بھی رمضان المبارک کی 27 ویں رات کو ہی لیلۃ القدر کہا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

## لیلۃ القدر کا لفظ نو حروف پر مشتمل ہے:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر یا شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہی کو کہتے ہیں۔ اس کی تائید میں ان کے دلائل موجود ہیں وہ لکھتے ہیں:

۱۔ لیلۃ القدر کا لفظ نو حروف پر مشتمل ہے اور یہ کلمہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اگر 3 کو 9 سے ضرب دیں تو 27 کا عدد حاصل ہوتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

۲۔ اپنے بیان کی تائید میں دوسری توجیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ اس سورہ مبارک میں تیس کلمات ہیں۔ ستائیسواں کلمہ ہی جس کا مرکز لیلۃ القدر ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک لوگوں کے لیے یہ اشارہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

## شب قدر کی علامات:

امام شعرانیؒ لیلۃ القدر کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ رات چمکدار اور صاف و شفاف ہوگی۔ نہ زیادہ گرم، نہ زیادہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ معتدل ہوگی۔ اس رات بارش نہ ہوگی۔ ستارے نہیں ٹوٹتے جو شیطانوں کو مارے جاتے ہیں۔ اس رات صبح سورج بغیر چمک کے نکلے گا۔ اس رات کتے نہیں بھونکیں گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس رات میں سمندروں کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے اور انسانوں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گرجاتی ہیں۔ مگر ان باتوں کا علم صرف صاحب کشف کو ہوتا ہے۔

## لیلۃ القدر کے معنی:

قدر کے ایک معنی عظمت و شرف کے ہیں کیونکہ اس کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت و شرف ہے۔ ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ ''اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کی وجہ سے کوئی قدرو قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ و استغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحب قدر وشرف بن جاتا ہے۔''

قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم کے بھی آتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک امور تقدیر کے فیصلے اجمالی طور پر شب برات میں ہوجاتے ہیں پھر ان کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہیں۔ بعض نے کہا کہ شب برات میں کیے جانے والے فیصلے شب قدر میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں۔

## لیلۃ القدر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

لیلۃ القدر بہت عظمت وفضیلت والی رات ہے اور

اس کے بارے میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔

## لیلۃ القدر میں عبادت گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا: جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔'' (رواہ بخاری ومسلم)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ''رمضان آیا تو رسول اکرمﷺ نے فرمایا یہ جو مہینہ تم پر آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس سعادت کو حاصل کرنے سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔''

ایک اور روایت کے مطابق ''رسول اکرمﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بدنصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔'' (رواہ ابن ماجہ)

## لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے:

''حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔'' (رواہ بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے یعنی آخری عشرے میں بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے اور اپنے اہل و عیال کو عبادت کے لیے خصوصی ترغیب دینی چاہیے کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبیﷺ کی سنت ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ

''رمضان کے آخری عشرے میں نبی کریمﷺ باقی دنوں کی نسبت عبادت میں زیادہ کوشش فرمایا کرتے تھے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو آپﷺ عبادت کے لیے کمربستہ ہوجاتے راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی جگاتے۔'' (رواہ بخاری ومسلم)

رمضان المبارک میں اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کی ترغیب دلانے کا حکم ہے۔

## رمضان المبارک میں رسول اللہﷺ کی سخاوت:

''حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بہت سخی تھے لیکن جب جبرئیل امین آپﷺ سے ملتے تو آپﷺ اور بھی سخی ہوجاتے اور آپؐ کی سخاوت تیز ہواؤں سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔'' (رواہ بخاری ومسلم)

## لیلۃ القدر کی مسنون دعا:

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یارسول اللہﷺ اگر میں شب قدر پالوں تو کون سی دعا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہو: یا اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف فرما۔'' (رواہ ترمذی)

## لیلۃ القدر کی فضیلت و خصوصیت:

## فرشتوں کے نزول کا مقصد عظیم:

قرآن مجید میں لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ وہ رات ہے جس میں فرشتے نازل کیے جاتے ہیں۔'' جس سے بندوں کی شان ظاہر ہوتی ہے کیونکہ لیلۃ القدر میں فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دے کر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آخرت میں تو نیک لوگوں کے لیے عزتیں اور جنتیں تو ہوں گی لیکن اگر دنیا میں عبادت کا ذوق و شوق ہوگا تو نیک لوگوں کی زیارت کے لیے فرشتے نازل کیے جائیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے اس لیے نازل ہوتے ہیں کہ بندوں پر سلام پڑھیں اور ان کی شفاعت کریں سو جس کو فرشتوں کا سلام پہنچے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

## لیلۃ القدر میں فرشتوں اور روح کا نزول:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

''لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں۔''

یہ روح کیا ہے اور کس طرح اس کا نزول ہوتا ہے اس کے بارے میں مفسرین نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں:

امام رازی لکھتے ہیں کہ

۱۔ روح بہت بڑا فرشتہ ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ تمام آسمان اور زمینیں اس کے سامنے ایک لقمے کی طرح ہیں۔

۲۔ روح سے مراد مخصوص فرشتوں کی ایک جماعت ہے جس کو عام فرشتے صرف لیلۃ القدر میں ہی دیکھ سکتے ہیں۔

۳۔ روح اللہ تعالیٰ کی ایک خاص مخلوق ہے جو نہ فرشتوں کی جنس سے ہے نہ انسانوں کی جنس سے ہوسکتا ہے۔

۴۔ اس سے مراد خاص رحمت ہے کیونکہ رحمت کو بھی روح فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے کہ

لاتائیسو من روح الله.

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''

۵۔ اس سے مراد بہت بزرگ اور مکرم فرشتہ ہے۔

۶۔ ابو نجیح نے کہا کہ روح سے مراد کراماً کاتبین فرشتے ہیں جو مومن کے نیک کام لکھتے ہیں۔

ایک اور قول کے مطابق روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ ان کی خصوصیت کی وجہ سے ان کو عام فرشتوں سے الگ ذکر کیا گیا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ جبرائیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے ستر ہزار فرشتے لے کر زمین پر جائیں، ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوں گے جب وہ زمین پر اترتے ہیں تو یہ جھنڈے چار جگہوں پر نصب کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ پر، روضہ رسول پر، بیت المقدس کی مسجد پر اور طور سینا کی مسجد پر پھر جبرائیلؑ تمام فرشتوں کو زمین پر پھیل جانے کا حکم دیتے ہیں اور جہاں مومنین مرد و زن عبادت میں مشغول ہوتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔''

ان تمام اقوال سے مجموعی طور پر جو بات سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیلؑ جنہیں روح الامین کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نور، سلامتی، رحمت، مغفرت اور برکت لے کر زمین پر نازل ہوتے ہیں اور مومنین کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور مومن بندوں سے ملاقات کرانے کے لیے انہیں زمین پر نازل کیا جاتا ہے۔ مومن لوگوں سے آکر مصافحہ کرتے ہیں ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ ''فرشتوں کا زمین پر اترنا اور سلام کرنا سلامتی کا ضامن ہے۔''

سات فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تھا تو ان پر نمرود کی جلائی ہوئی آگ، گل وگلزار اور سلامتی والی بن گئی تھی۔ لیلۃ القدر میں عبادت کرنے والوں پر جب فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں سلام کرتے ہیں تو ان پر جہنم کی آگ حرام کردی جاتی ہے۔

## حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بے شمار انعامات و احسانات عطا فرمائے ہیں۔ جن میں سے لیلۃ القدر ایک اہم اور خصوصی انعام ہے۔ اس رات کا عطا کیا جانا امت مسلمہ کی فضیلت و برتری کو ظاہر کرتا ہے اور امت مسلمہ کے گناہوں سے مغفرت کا ایک ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ فرشتوں کی نیک اور مومن لوگوں سے ملاقات کروائی جاتی ہے۔ بندوں کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ فرشتوں سے سلام کروایا جاتا ہے۔ بندوں کے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ ایک ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کا ثواب صرف ایک رات میں عطا کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی نوازشات ہوتی ہیں۔

اس رات کی فضیلت اس وجہ سے بھی زیادہ ہے کہ آپ ﷺ اس رات میں خود بھی بہت زیادہ عبادت کرتے تھے اور امت کے لیے بھی اس رات کی عبادت کو پسند فرمایا ہے اور اپنے عمل کے ذریعے امت کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام کریں۔

☆☆☆☆☆

# رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کی اہمیت

## حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآن پاک فرماتے

## قرآن پاک کی آیات پر غور وفکر نہ کرنے والوں کے لئے ہلاکت کی وعید ہے

سمادہ سلطان

قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا کسی دن کا محتاج نہیں ہر روز ہی یہ اپنے قاری کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے لیکن رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کی ایک منفرد اہمیت ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ماہِ رمضان اور قرآنِ حکیم کا ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ دونوں ابد تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کتابِ رحمت ہے جو رمضان یعنی ماہِ رحمت میں نازل ہوئی ہے۔ سورہ البقرہ میں ارشاد ہوا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. (البقرہ،۲: ۱۸۵)

ترجمہ: مضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کیلئے ہدایت بنا کر ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔

لہٰذا ماہِ رمضان کا تقاضا ہے کہ اس میں کثرت سے قرآن پڑھا اور سنا جائے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے تیس دن میں یہ ختم کیا جا سکتا ہے۔ سات منزلیں رکھی گئی ہیں تاکہ سات دن میں ختم کیا جا سکے۔ تو جس قدر ہو سکے رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہیے۔

اس مبارک ماہ میں تلاوت کرنے کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ویسے قرآن کا ایک لفظ پڑھنے پہ دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے لیکن رمضان المبارک میں ایک لفظ کا ثواب ستر نیکیوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ ماہِ مبارک ہمارے لیے عبادات کا خاص مرکز ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت سے بہتر اور کیا عبادت ہو سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے استقبال رمضان کا جو خطبہ شعبان کے آخر میں دیا جسے خطبہ شعبانیہ بھی کہا جاتا ہے اس میں فرمایا:

”رمضان میں جو تم ایک آیت کی تلاوت کرتے ہو وہ سال بھر میں دوسرے کسی بھی مہینے میں پڑھے جانے والے پورے قرآن کے برابر ہوتی ہے۔ قرآن کریم کس دن نازل ہوا تو اس کا جواب بھی سورہ القدر میں اللہ تبارک وتعالی نے دے دیا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ . (القدر:۱)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔

اور پھر یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شهر. (القدر:۳)

ترجمہ: لیلتہ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

اگر صرف ہزار مہینہ دیکھا جائے تو قریباً اسّی سال کا عرصہ بنتا ہے اور انسان کی زندگی لگ بھگ اتنی ہی ہوتی ہے۔ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ اس ایک رات میں تمام زندگی کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ہر عمل ہزار گنا افضل ہوجاتا

ہے۔تو قرآن مجید کی تلاوت کی کس قدر نعمتیں اور برکتیں اس ایک رات میں حاصل کی جا سکتی ہیں اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔قرآن مجید کی تلاوت اور ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا ہی اصل ہدایت کا راستہ ہے۔ یہ کتاب برحق ہے جو اس میں لکھا ہے سے ہم نے پکڑ لینا ہے اور جس کام سے روکا گیا ہے اسے ہم نے چھوڑنے کی کوشش کرنی ہے۔حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی تلاوت غور سے فرماتے ۔جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرہوتا توتسبیح کرتے ، اسی طرح کسی ایسی آیت سے گزرہوتا جس میں سوال ہے تو آپ سوال کرتے یا کسی تعوذ کی جگہ سے گزرتے تو اللہ کی پناہ مانگتے

جب میں چاہتا ہوں کہ خدا سے باتیں کروں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔ کیا ہی خوش بختی کی بات ہو کہ ہم حالتِ روزہ میں اپنے رب کی گفتگو سنیں اور صحیح معنوں میں اپنے قلب کو پرسکون کریں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

جب تم پر اندھیری رات کی طرح فتنے آ پڑیں اور تم چاروں طرف سے اندھیروں میں گم ہو تو اس وقت میری کتاب کو پکڑ لینا کیونکہ قرآن سچا سفارشی ہے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ان القیم: بدائع التفسیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام سال میں ایک دفعہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس سال دو مرتبہ دور کیا۔ یعنی ایک بار جبرائیل علیہ السلام کو قرآن کی تلاوت کر کے سنایا اور دوسری بار ان سے سنا۔ اس طرح رمضان میں دو بار تلاوت قرآن کومکمل کیا۔ (رمضان میں قرآن کے دور، ابن ماجہ)

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ رمضان میں تلاوت کو بہت پسند فرمایا ہے۔ جو لوگ خود تلاوت نہ کر سکتے ہوں اور کسی سے سن لیں تو یہ بھی ایک پسندیدہ عمل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا :یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا :یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں ۔حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔ (مسجد میں لوگوں کے قرآن سننے کی حدیث: کتاب الصلاۃ)

آج کے دور میں تو انٹرنیٹ کی بدولت مزید آسانی سے گھر بیٹھے بھی تلاوت سنی جا سکتی ہے بلکہ ترجمہ وتفسیر کے ساتھ بھی۔ خصوصاً اس ماہ مبارک میں پڑھا اور سنا جانے والا قرآن تو روزِ محشر ہماری بخش کا سامان بنے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے لیے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب!

میں نے اسے کھانے پینے اور خواہشِ نفس سے روکے رکھا لہٰذا اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے رات کے وقت نیند سے روکے رکھا اور قیام اللیل میں مجھے پڑھتا یا سنتا رہا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

صحابہ کرام بھی رمضان المبارک میں قرآن پڑھنے اور سننے کا خاص اہتمام فرماتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ (حضرت علی کا تراویح پڑھانا: اخرجہ البیہقی، فی السنن الکبر) حضرت ابوعونہؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ رمضان المبارک میں لوگوں کو قرآن حکیم کا درس دیتے تھے۔

رمضان المبارک اور قرآن دونوں ہی ہمیں قرب الٰہی عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کے وقت اللہ تعالیٰ سے خاص قرب حاصل ہوتا ہے، ایسے ہی روزے دار کو بھی اللہ تعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ: قرآن پڑھنے والا مومن اترج کے مانند ہے جس کی خوشبو اور لذت دونوں اچھی ہوتی ہیں اور قرآن نہ پڑھنے والا مومن کھجور کے مانند ہے جس کی لذت تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی ہے۔

(حدیث قرآن اور روزے میں مماثلت: مسند احمد)

ایک اور اہم اور ضروری امر قرآن مجید کو سمجھنا اور پھر عمل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

**ویل لمن قراھا ولم یتفکر فیھا.**

ہلاکت ہے اس کے لیے جو قرآن کی آیات کی تلاوت تو کرتا ہے مگر اس میں غور فکر نہیں کرتا۔ (صححہ البانی فی سلسلہ الصحیحۃ)

قرآن نور ہے رحمت و عافیت ہے جو اسے تھام لے گا یہ اسے کبھی اکیلا نہیں کرے گا اور کبھی بھٹکنے نہیں دے گا۔ قرآن انسان کا وہ اچھا ادوست بن جاتا ہے جو ہر معاملے میں راہنمائی کرتا ہے اور غلطیوں پر ہدایت کی طرف جاتا راستہ سامنے رکھ دیتا ہے تاکہ ہم غلط راستہ ترک کر دیں۔ ہمارے ہر سوال کا جواب اسی میں موجود ہے ہر پریشانی کا حل اسی میں لکھا ہے

قرآن میں تدبر نہ کرنا قرآن کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید کا نزول ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن بہت ٹھہر ٹھہر کر اور غور و تدبر کے ساتھ پڑھتے تھے۔

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی تلاوت غور سے فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزر ہوتا تو تسبیح کرتے، اسی طرح کسی ایسی آیت سے گزر ہوتا جس میں سوال ہے تو آپ سوال کرتے یا کسی تعوذ کی جگہ سے گزرتے تو اللہ کی پناہ مانگتے۔

(حدیث، نماز کے دوران ٹھہر ٹھہر کر تلاوت: مسلم)

رسول اللہ قرآن میں غور و تدبر میں اس قدر محو ہو جاتے کہ کبھی کبھی پوری رات ایک ہی آیت کی تلاوت میں گزار دیتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ نے ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صبح کردی۔ وہ آیت تھی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

جب میں چاہتا ہوں کہ خدا سے باتیں کروں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (المائدة،۵: ۱۱۸)

’’اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔‘‘

فہم قرآن کے سلسلے میں صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا۔وہ بھی معنی ومفہوم اور تدبر پر خوب غور فرماتے اور عمل کرتے۔ (صحابہ 10 آیات پر عمل کے بعد آگے پڑھتے: رواہ الطبری فی تفسیرہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی فرماتے ہیں ہم سے جوکوئی دس آیات پڑھ لیتاتووہ اس وقت تک آگے نہیں بڑھتاجب تک کہ وہ ان کے معنی اور مفہوم کو سمجھ نہ لے اوران پر عمل پیرانہ ہو۔

آج ہماری ایک غلط فہمی یہ بھی ہے قرآن کو محض عربی میں پڑھنا کافی ہے تفصیل اور ترجمہ کا کام صرف علماء کرام کا ہے تو ایسا ہرگز نہیں۔قرآن ہر ایک کیلئے ہے۔ اور جو کوئی اس پہ غور وفکر کرتا ہے یہ صرف اسی کے کام آتا ہے۔ مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ قرآن کو سمجھنے اوراسے اپنی زندگی میں ڈھالنے کے لیے ایک عام فہم مثال بیان کرتے ہیں

بتایئے اگرکوئی شخص بیمار ہو اورعلمِ طب کی کوئی کتاب لے کر پڑھنے بیٹھ جائے اوریہ خیال کرے کہ محض اس کتاب کو پڑھ لینے سے بیماری دورہوجائیگی توآپ اسے کیاکہیں گے؟ کیا آپ نہ کہیں گے کہ بھیجواُسے پاگل خانے میں،اس کا دماغ خراب ہوگیاہے؟ مگر شافی مطلق نے جوکتاب آپ کے امراض کا علاج کرنے کے لیے بھیجی ہے ،اس کے ساتھ آپ کا یہی برتاؤ ہے۔آپ اس کوپڑھتے ہیں اوریہ خیال کہ بس اسکے پڑھ لینے ہی سے تمام امراض دور ہوجائیں گے، اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ،نہ ان چیزوں سے پرہیز کی ضرورت ہے جن کویہ مضربتارہی ہے۔پھرآپ خوداپنے اوپربھی وہی حکم کیوں نہیں لگاتے جواس شخص پر لگاتے ہیں جوبیماری دورکرنے کے لیے صرف علم طب کی کتاب پڑھ لینے کوکافی سمجھتاہے۔(قرآن نہ سمجھنے والوں کی مثال: خطبات حصہ اول)

آج کے حالات کے متعلق حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ نے فرمایا تھا کہ ہم لوگوں پر قرآن کا حفظ کرنا مشکل جبکہ اس پر عمل کرنا آسان ہے اورہمارے بعد لوگوں پر قرآن کا حفظ کرنا آسان ہوگا اوراس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔

(حفظ کرنا آسان عمل مشکل: الجامع الاحکام القرآن)

اس رمضان المبارک ہم نے تلاوت و تدبر قرآن کا خصوصی اور بھرپور انتظام کرنا ہے اور کوشش کرنی ہے کہ جس حد تک ہو سکے اس کے معنی کو سمجھیں اور پھر عمل بھی کریں۔ قرآن کے بغیر انسان کی روح کو غذا نہیں ملتی۔ انسان ایک بے جان روح بن جاتا ہے۔قرآن نور ہے رحمت و عافیت ہے جو اسے تھام لے گا یہ اسے کبھی اکیلا نہیں کرے گا اور کبھی بھٹکنے نہیں دے گا۔قرآن انسان کا وہ اچھا ادوست بن جاتا ہے جو ہر معاملے میں راہنمائی کرتا ہے اور غلطیوں پر ہدایت کی طرف جاتا راستہ سامنے رکھ دیتا ہے تاکہ ہم غلط راستہ ترک کر دیں۔ ہمارے ہرسوال کا جواب اسی میں موجود ہے ہر پریشانی کا حل اسی میں لکھا ہے۔ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ اگلے جہان میں بھی یہ اپنے قاری کا ساتھ نہیں چھوڑتا اس کی شفاعت کا ضامن بنتا ہے۔

ماہِ رمضان ایک خاص رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا مہینہ ہے جو ہمیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اس میں کثیر وقت اس کتاب کے ساتھ گزاریں جس میں دِلوں کی شفاء ہے۔ ☆☆☆☆☆

گلدستہ

# سیرت مصطفیٰ ﷺ کے چند گوشے

## آپ ﷺ بہت جلد صبح بیدار ہو جایا کرتے تھے

## بیدار ہونے کے بعد آپ ﷺ آنکھوں کا مساج فرمایا کرتے

مرتب: حافظہ سحر عنبرین

### سیرت مصطفیٰ سے رموز زندگی:

رسول ﷺ کی عاداتِ مُبارکہ "، آپ ﷺ پوری حیات طیبہ بیمار نہ ہوئے۔

### صبح جلدی اٹھنا:

رسول اللہ ﷺ صبح بہت جلد اٹھ جایا کرتے تھے بلکہ ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ آپ ﷺ کی تہجد بھی کبھی قضاء ہوء ہو۔

سورج نکلنے سے کچھ وقت قبل اور ایک گھنٹہ بعد تک کا وقت آکسیجن سے بھرپور وقت ہوتا ہے۔

آج سائنسی تحقیق کی بنیاد پر بھی صحت کے اعتبار سے 24 گھنٹوں میں یہ بہترین وقت ہوتا ہے کہ جس میں آپکو زیادہ سے زیادہ آکسیجن لینے کا موقع ملتا ہے۔

### آنکھوں کا مساج:

صبح نیند سے اٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ آنکھوں کا مساج فرمایا کرتے تھے۔

باڈی کا پورا نظام گیارہ سسٹم پر مشتمل ہوتا ہے۔

نیند سے اٹھنے کے بعد یہ سسٹم بحال ہونے میں 11 سے 12 منٹ لیتا ہے۔

اگر آپ آنکھوں کا مساج کرتے ہیں تو یہ سسٹم 10 سے 15 سیکنڈ میں فوراً بحال ہو جاتا ہے۔

### بستر پر کچھ دیر بیٹھے رہنا:

رسول ﷺ بستر سے اٹھ کر کچھ دیر بیٹھے رہتے تھے اور معمول تھا کہ 3 دفعہ سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔ کہ جس کو پڑھنے میں تقریباً 1 منٹ صرف ہوتا ہے۔

آج میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ ہمارے دماغ میں ایک capillary ہے کہ جس کے ایک حصے سے دوسرے حصے کیلئے بلڈ کیلئے ایک پل بنتا ہے۔

اس طرح اس پل کے ذریعے سے ہی ہمارے پورے دماغ کو بلڈ کی سپلائی بحال ہوتی ہے کہ جہاں سے ہمارے تمام تر اعصاب یعنی پورا جسم کو کنٹرول ہونا ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص صبح بیدار ہونے پر اچانک اُٹھ کر چل دے کہ جبکہ ابھی دماغ میں بلڈ کی سپلائی بحال نہیں ہوئی تو اس شخص کو یہاں برین ہیمر یج ہو سکتا ہے۔

جبکہ اگر وہ صرف ایک منٹ بیٹھا رہے کہ اسکے دماغ میں بلڈ کی سپلائی بحال ہو سکے تو بہت سے پیچیدہ مسائل سے بچ سکتا ہے۔

یہ باقاعدہ ایک سائنس ہے اور اس ایک حدیثِ مبارکہ کے پیچھے بہت سے پروفیسر ڈاکٹرز کی ریسرچ شامل ہے کہ جس میں غیر مسلم ریسرچرز نے بھی اتفاق کیا ہے کہ ہمیں محمد ﷺ کی اس سنت کے مطابق صبح اٹھنے کے بعد بیڈ پر

کچھ دیر بیٹھے رہنا چاہیے۔

یہ سنت مبارکہ جہاں بہت بڑا اجر و ثواب ہے وہاں صحت کا بہت بڑا راز بھی ہے۔

## قیلولہ کرنا:

آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ دوپہر کے کھانے کے بعد ایک گھڑی کیلئے (20 سے 25 منٹ) آپ ﷺ لیٹ جایا کرتے تھے۔

اس کا فائدہ یہ ہے کہ تقریبا 68% افراد میں جب وہ لنچ کرتے ہیں تو انکا معدہ تھوڑی مقدار میں الکوحل پیدا کرتا ہے۔

ایسے میں اگر انسان چل پھر رہا ہو تو وہ چکرا کر گر سکتا ہے، یا اس پر خمار کی سی کیفیت طاری ہوسکتی ہے۔

یہی سبب ہے کہ آپ ہمیشہ دوپہر کے کھانے کے بعد اپنے آپ کو تھوڑا بوجھل سا محسوس کرتے ہیں۔

اگر ہم کچھ دیر لیٹ جائیں تو الکوحل سے پیدا ہونے والے خمار کا ذہن پر زیادہ دباؤ نہیں آئے گا اور وہ جسمانی عوامل کیلئے زیادہ فعال رہے گا اور ہم کسی بھی طرح کے حادثے سے بچ سکیں گے۔

چونکہ یہ بات آج تحقیقات سے ثابت شدہ ہے اسلئے دنیا بھر کے ممالک میں بیشتر 1 سے 2 یا 3 بجے تک دوپہر کے کھانے کے بعد وقفہ کیا جاتا ہے تاکہ لوگ قیلولہ کرسکیں۔

آج پورا یورپ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو عملاً اپنائے ہوئے ہے اور پورے یورپ میں دوپہر 1 سے 3 بجے تک کا وقفہ ہوتا ہے۔ انہوں نے سنتِ رسول ﷺ پر ریسرچ کی، اپنایا اور ہم سے کہیں بہتر صحت کا معیار رکھتے ہیں۔

## کھانے سے پہلے پھل نوش فرمانا:

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کھانا کھانے سے پہلے فروٹ نوش فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ کھانے کے بعد پھل نوش نہ فرماتے تھے۔

مختلف پھلوں میں 90 سے 99 % تک پانی کی مقدار ہوتی ہے آپ ﷺ نے چونکہ کھانا کھانے کے بعد پانی پینے سے منع فرمایا ہے جبکہ کھانے سے قبل پانی پینے کی ترغیب دلائی ہے۔

اس لئے مختلف پھل بھی چونکہ پانی کی بہت زیادہ مقدار رکھتے ہیں اس لئے کھانے سے پہلے انگور کھانے سے جسم اور خاص طور پر معدہ اور آنتوں کو توانائی ملتی ہے۔

کیونکہ کھانے کو ہضم کرنے میں معدہ اور آنتوں کا بہت اہم کردار ہوتا ہے اور یہ عمل انکی کارکردگی بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور یہ بات بھی سائنسی مشاہدات سے ثابت شدہ ہے۔ فروٹ میں موجود غذائیت سے خالی معدہ کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

## غذا کے بعد پانی نہ پینا:

رسول اللہ ﷺ کبھی بھی کھانے کے بعد پانی نہ پیتے تھے۔

آج علم و تحقیق سے جو باتیں سامنے آئی ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس سنتِ مبارکہ پر عمل نہ کرنے کے اسقدر نقصانات ہیں کہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جب ہم کھانے کے بعد پانی پیتے ہیں تو کھانے میں جس قدر بھی فیٹس ہوتے ہیں وہ کھانے سے نکل کر معدے کے اوپر والے حصے کی طرف آجاتے ہیں۔

باقی کھانا ہاضمے کے دوسرے مرحلے کیلئے چھوٹی آنت میں چلا جاتا ہے اور اس طرح معدے میں رہ جانے والا فیٹ اور پروٹین معدے کے اند انتہائی نقصان دہ گیسز پیدا کرتے ہیں جبکہ ان سب کو کھانے کیساتھ مکس ہو کر نظام انہضام کے اگلے مرحلے میں جانا تھا۔

ایک حدیث رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ اگر کھانا کھا لینے کے بعد پانی کی حاجت ہو تو محض چند ایک گھونٹ لے لو اور اسکے بعد روٹی کا ایک لقمہ کھا لو۔

جاپانی ریسرچ ہے کہ کھانے کے بعد پانی پینے سے ثابت ہو چکا جو فیٹ اوپر آ رہے تھے اور آپ نے جو بعد میں لقمہ کھا لیا تو فیٹس کے اوپر آنے کا سلسلہ نہ صرف وہیں رک جاتا ہے بلکہ وہ دوبارہ غذا کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اسلئے کھانا کھانے کے بعد پانی ہرگز نہیں پینا چاہیے کہ جو پیٹ میں گیسز، تیزابیت، بدہضمی کا باعث بنتے ہیں۔ ☆☆☆☆☆

## منہاج القرآن ویمن لیگ اسلام آباد کے زیر اہتمام قائد ڈے سیمینار 2022ء کا انعقاد
## مرکزی صدر منہاج القرآن ویمن لیگ ڈاکٹر فرح ناز اور نائب ناظمہ عائشہ مبشر کی شرکت

## منہاج القرآن ویمن لیگ سمبڑیال کے زیر اہتمام 119 افراد کی تاحیات رفاقت لینے کے اعزاز میں تقریب
## اس موقع پر مرکزی ناظمہ ویمن لیگ سدرہ کرامت اور نائب ناظمہ انیلہ الیاس اسناد دیتے ہوئے

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
APRIL-2022
LAHORE
Regd CPL No.45

تزکیۂ نفس، فہم دین، اصلاح احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی

جامع مسجد المنہاج
بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور

29 واں سالانہ
شہرِ اعتکاف

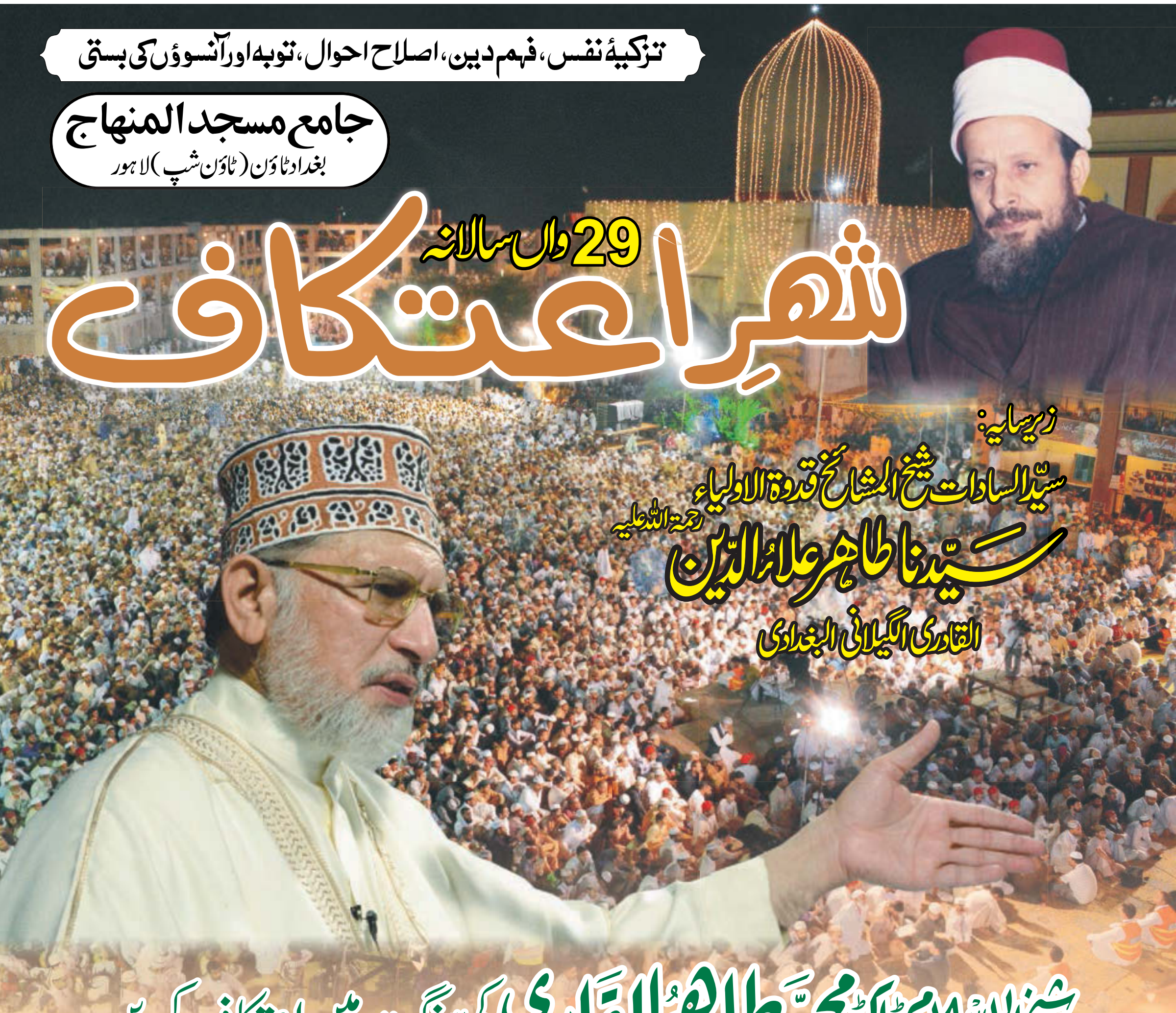

زیرِ سایہ:
سیّد السادات شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء
سیّدنا طاہر علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ
القادری الگیلانی البغدادی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں اعتکاف کریں

فقہی نشستیں، تربیتی حلقے، محافل قرأت و نعت، مجالسِ ذکر، خصوصی وظائف

خصوصی شرکت
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ✦ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

خواتین کے لیے الگ اعتکاف گاہ کا انتظام

منجانب: نظامتِ اجتماعات تحریک منہاج القرآن

Tel:042-111-140-140
042-35163843
Cell:0333-4244365
0315-3653651

TahirulQadri TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com